حضرت فاضل اجل جلیل علامہ ابو الاسد

مفتی آگرہ محمد عبد الحفیظ حقانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

○ حالاتِ زندگی

○ ردِّ قادیانیت

حالات زندگی :

حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحفیظ ابن مولانا عبدالمجید قدس سرہما محلّہ مداری دروازہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام حفظ الرحمٰن (۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰) تجویز ہوا۔ ابتدائی تعلیم وتربیت ان کے وطن میں ہوئی، قرآن پاک کی تعلیم استاذ الحفاظ مولانا حافظ محمد عیوض مرحوم سے حاصل کی۔ بعد ازاں والد ماجد سے فارسی اور عربی کی تعلیم شروع ہوئی۔ ۱۹۱۳ء میں والد ماجد کے ہمراہ ٹانڈہ چلے آئے۔ والد ماجد اس قدر محنت سے پڑھاتے کہ ریل کے سفر کے دوران بھی سبق جاری رہتا۔ مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی قدس سرہ بے حد ذہین اور محنتی تھے۔ ۱۷ سال کی عمر میں اکثر و بیشتر علوم وفنون کی تحصیل کر لی۔ کچھ عرصہ لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر سراجی شرح چغمینی اور منطق وفلسفہ کی بعض کتابیں پڑھیں۔

۱۹۲۰ء میں حضرت مفتی صاحب مبارکپور اعظم گڑھ کے مدرسے میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کی شادی بدایوں میں ہوئی۔ اسی سال والد ماجد نے مدرسہ منظر حق ٹانڈہ میں اپنے پاس بطور مدرس بلالیا۔ ۱۹۲۶ء میں مدرسہ حمیدیہ بنارس میں صدر مدرس مقرر ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء میں بعض احباب کی درخواست پر (پنجاب) چلے آئے۔ ۱۹۳۴ء میں انجمن تبلیغ الاحناف کی دعوت پر امرتسر تشریف لے گئے اور مسجد سکندر خاں، ہال بازار میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس علاقے میں مرزائیوں کی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ مفتی صاحب نے ان کے رد میں ایک جامع کتاب **السیوف الکالمیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ** تحریر فرمائی۔ دوسرا رسالہ **الحسنیٰ والمزید لمحب التقلید**

لکھا۔ جس میں تقلید شخصی کے وجوب پر بہترین انداز میں گفتگو فرمائی۔

اسی زمانے میں مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ جس میں آپ کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ اسی دوران ملتان میں شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مناظرہ مولوی ابوالوفاء شاجہاں پوری سے ہوا۔ اہلسنت کی طرف سے مولانا محمد عبد الحفیظ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیوبندیوں کی طرف سے مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری صدر تھے۔ اس مناظرے میں بھی مخالفین کو شکست ہوئی۔ اس کامیابی پر مخدوم صدر الدین سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ جمال الدین موسیٰ پاک شہید قدس سرہ (ملتان) نے آپ کو ایک قیمتی تحفہ عطا فرمایا۔

۱۹۳۶ء میں حضرت مفتی عبد الحفیظ رحمۃ اللہ تعالیٰ مدرسہ نعمانیہ فراش خانہ دہلی شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اگست ۱۹۳۹ء میں جامع مسجد آگرہ کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۵۵ء تک وہیں رہے۔

آپ کو قدرت نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ تقریر فرماتے تو دلائل کا انبار لگا دیتے۔ تدریس کے وقت علم و فضل کے دریا بہا دیتے۔ حکیم عبد الغفور مولف سوانحات المتاخرین، آنولہ لکھتے ہیں:

مولوی عبد الحفیظ، مولوی عبد المجید صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں اور ہر بات میں باپ پر سبقت ہے۔ علم میں، واعظ گوئی میں، جسم کی زینت میں، خوبصورتی میں، غرض یہ کہ ہر بات میں باپ پر فوقیت حاصل ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے تدریس، خطابت اور مناظرے کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔

رد مرزائیت :

ردمرزائیت پرآپ کی مدلل کتاب "**السیوف الکلامیة لقطع الدعاوی الغلامیة**" جو سلسلہ "عقیدہ ختم نبوۃ" میں شامل کی گئی ہے۔ ردمرزائیت پرآپ کی دوسری تصنیف "مرزائیت پرتبصرہ (خاتم النبیین کا صحیح مفہوم)" ہے۔

نوٹ: کتاب "مرزائیت پرتبصرہ" اب تک ادارے کو دستیاب نہیں ہوسکی۔ اس کتاب کے متعلق اگر کسی کے پاس معلومات ہوں تو ادارے کو ضرور مطلع فرمائیں۔

دیگر تصانیف : آپ کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

۱...... تکمیل الایمان (عقائد اہلسنّت پر مختصر رسالہ)

۲...... **الحسنیٰ والمزید لمحب التقلید** (تقلید شخصی کے وجوب پر بہترین رسالہ)

۳...... علم غیب

۴...... عقائد حقہ اہلسنّت وجماعت

۵...... کلمہ اسلام (کلمہ طیبہ کی شرح وتفصیل)

۶...... عبادت اسلام (اس رسالے میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور قربانی وغیرہ شرعی حیثیت بیان کی گئی ہے)

۷...... تہافۃ الوہابیہ (وہابی اور دیوبندی معتقدات کو اہلسنّت وجماعت کے عقائد کی روشنی باطل ومردود قرار دیا ہے)

۸...... ریڈیو کے اعلان کا شرعی طریقہ (رویت ہلال کے بارے میں مشروط طور پر تائید فرمائی ہے) (غیر مطبوعہ)

۹.....نماز میں لاوڈ اسپیکر کا استعمال (غیر مطبوعہ)

۱۰.....حیات الصحابہ عن خرافات بابا (بابا خلیل داس سوانی کے رسائل کا رد)

۱۱.....متروکہ جائداد پر مساجد

۱۲.....مجموعہ فتاویٰ (قیام کراچی کے دوران جو فتوے قلمبند فرمائے ان کا مجموعہ)

۱۳.....ارغام باذر (ماہر القادری کے اہل سنت و جماعت پر اعتراضات کا جواب)

ان کے علاوہ آپ کی تصانیف میں شمع ہدایت اور مودودی پر تنقید کے نام بھی ملتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لائے۔ ابتداء جناح مسجد میں مفتی و خطیب رہے۔ پھر مدرسہ دار العلوم مظہریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۵۷ء میں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لے گئے۔

۱۹ جون ۱۹۵۸ء کو جامعہ نعیمیہ، لاہور کے افتتاحی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ ۲۱ جون کو واپسی ہوئی۔ راستہ ہی میں ریاحی درد شروع ہو گیا۔ ۵ ذوالحجہ، ۲۳ جون ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء کو مفتی آگرہ حضرت علامہ محمد حفیظ قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ ملتان میں قبرستان حسن پروانہ میں دفن ہوئے۔ حضرت مولانا محمد حسن حقانی مہتمم دار العلوم امجدیہ کراچی وایم، بی، اے صوبہ سندھ آپ ہی کے فرزند ارجمند اور اہل سنت و جماعت کے مایہ ناز عالم دین ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات مد اللہ ظلہ القدس نے تعزیتی مکتوب میں تحریر فرمایا:

''حضرت مولانا مولوی عبد الحفیظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی
وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سے بے حد رنج و ملال لاحق

ہوا۔ مولی تعالی مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔ اس پرفتن اور پر آشوب زمانہ میں مولانا کا ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہونا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

آہ مولوی عبد الحفیظ آپ کی ایمان افروز اور ضلالت سوز تقریریں یاد آکر دل کو بے چین کرتی ہیں۔ آپ کی سالہا سال کی محبت بھری صحبتیں یاد آکر دل کو تڑپاتی ہیں۔"

پروفیسر حامد حسن قادری رحمۃ اللہ تعالی نے قطعہ تاریخی کہا ؎

مفتی عبد الحفیظ صاحب آج	پردہ فرما کے حق سے ہیں واصل
نیک دل نیک طبع نیک اوصاف	سر بسر پاک جان و روشن دل
واعظ خوش بیان و بحر علوم	صاحب فیض و فاضل کامل
تربت پاک ان کی نورانی	رشک خلد ان کی اولیں منزل

قادری نے بھی ان کا سال وصال
لکھدیا "وصل ذات کا حاصل"

(۱۳۷۷ھ)

السیوف الکلامیۃ

لقطع

الدعاوی الغلامیۃ

(سنِ تصنیف: 1934ء / ۱۳۵۳ھ)

تصنیفِ لطیف

حضرت فاضل اجل جلیل علامہ ابوالاسد

مفتی آگرہ محمد عبد الحفیظ حقانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث نبینا محمدا ﷺ ببراھین قاطعۃ وحجج ساطعۃ ومعجزات ظاھرۃ وایات باھرۃ سیّد المرسلین امام الاولیّن والأخرین حبیب اللہ العالمین ذالِک الرسول الھاشمی الذی کان نبیا وادم بین الماء والطین لولاہ لما خلق السمٰوٰت والارضین فھو کالعلۃ الغائیۃ للتکوین انہ من ایات ربہ الکبرٰی ومظھر اسمائہ الحسنٰی محمد المصطفٰی خاتم النبوۃ والرسالۃ احمد المجتبٰی صاحب المقام المحمود والشفاعۃ ؎

محمد سید الکونین والثقلین　　　والفریقین من عرب ومن عجم

اللّٰھم صل علیہ صلٰوۃ دائمۃ بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین وعلی عترتہ الطیبین وعلی جمیع اولیاء اللہ لھم التابعین. امابعد

فقیر درگاہ قادری ابوالاسد محمد عبدالحفیظ انولوی بریلوی عفی عنہ وعن والدیہ وعن جمیع المسلمین ابن حضرت افضل الفضلاء استاذ العلماء جناب مولانا حافظ حکیم حاجی محمد عبدالمجید صاحب قادری مقتدری لازالت شموس علمہ طالعۃ ونجوم فضلہ ساطعۃ ودام علینا ظلہ خادم دارالفقہ والحدیث انجمن تبلیغ الاحناف امرتسر اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض پرداز ہے کہ اس فقیر سراپا تقصیر کو ۱۳۱۸ھ ماہ مابین العیدین ذی قعدۃ الحرام کے عشرہ اخیرہ میں اس کے رب رؤف ورحیم تبارک وتعالیٰ نے وجود دنیوی عطا فرمایا۔ والدین کے ذریعہ جسمانی وروحانی تربیت فرمائی۔ اور آج ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۵۳ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۳۴ء کو

انجمن اہلسنّت والجماعت تبلیغ الاحناف امرتسر پنجاب کے دفتر میں یہ کتاب خدمت اسلام واصلاح عقائد اہل اسلام کے لیے لکھنا شروع کی۔

اس اثنا میں قرآن کریم کی تعلیم سے فارغ ہو کر حضرت والد صاحب قبلہ ادام اللہ علینا ظلہٗ نے تعلیم دینیات کی توجہ فرمائی۔ اور خود حضرت نے فارسی کی ابتدائی مگر ضروری کتابیں پڑھانے کے بعد عربی شروع کرادی۔ **الحمدللہ** کہ کامل درس نظامی مروج ہندوستان سے معہ دورۂ حدیث شریف جبکہ میری عمر ۱۷ برس کی تھی۔ حضرت والد صاحب قبلہ ہی کے دست مبارک پر فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ نظامیہ دار العلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ میں عربی کی آٹھویں جماعت یعنی درجہ (مولانا) کی آخر سال میں شریک ہوا۔ اور حضرت امام الوقت مولانا مولوی حاجی محمد قیام الدین عبدالباری صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف اور شرح چغمینی (علم ہیات) ان دو کتابوں کا دوبارہ حصول برکت سلسلہ نظامیہ کی غرض سے سبقاً سبقاً درس لیا۔

تین برس تک مطالعہ کتب میں مصروف رہا۔ اس سلسلہ میں حضرت والد صاحب قبلہ کے پاس رہ کر مدرسہ اہلسنّت وجماعت منظر حق واقعہ قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد، یوپی میں طلبہ کو درس دیتا رہا۔ یہاں تک کہ قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں مدرسہ اشرفیہ کی خدمت کے لیے ایک سال قیام کیا۔ پھر مدرسہ مظہر العلوم بنارس میں دو سال تک عہدہ صدارت پر فائز رہا۔ اس کے بعد مدرسہ نعمانیہ دہلی میں ایک سال حدیث شریف کی خدمت کرتا رہا۔ پھر قصور ضلع لاہور میں انجمن حنفیہ کے فرائض انجام دیتا رہا۔ چنانچہ کئی طلبہ یونیورسٹی لاہور میں بغرض امتحان شریک ہوئے۔

چونکہ حضرت والد صاحب قبلہ کو اہل بمبئی نے یاد فرمایا اور سیٹھ حاجی عبدالرزاق

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیحد اصرار کیا اور مکرمی ومخدومی جناب حاجی علاؤالدین صاحب نے بھی چند مفید اور ضروری مشورے بمبئی جانے کے ارشاد فرمائے۔ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ مدرسہ منظر حق ٹانڈہ جو حضرت ہی کا قائم کردہ ہے خالی ہو گیا مجبوراً مجھ کو قصور ترک کرنا پڑا اور مدرسہ منظر حق کی خدمت جو مجھ پر ایک طرح فرض تھی، اپنے ذمہ لی۔ متواتر کئی سال وہاں مقیم رہا اور ایک مستعد جماعت کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے درس نظامی اور دورۂ حدیث سے فقیر کے ہاتھ پر فراغت حاصل کی۔ **والحمد للہ علی ذالک**

فقیر کو چونکہ تدریس کے ساتھ ساتھ تقریر کا بھی شروع ہی سے شوق تھا۔ اس لیے یو۔ پی میں اکثر جلسوں میں شرکت کا موقع ہوا۔ اس سلسلہ میں قدرت نے امرتسر پہنچایا۔ پانچ سال جلسہ عرس امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں جو اپنی شان وشوکت میں بے مثل و بے نظیر ہوتا ہے، شریک ہوتا رہا۔ پھر اسی کے طفیل لاہور مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند کے جلسہ میں حاضری کا اتفاق ہوا۔

اہل امرتسر کو ایک خاص محبت فقیر سے پیدا ہوئی۔ ان احباب میں خاص طور پر جناب مولوی عبدالسلام صاحب ہمدانی اور جناب بھائی محمد الدین صاحب دار شالمرچنٹ اور جناب بابو غلام قادر صاحب اور جناب حاجی سلطان محمد صاحب اور جناب مستری خیر الدین کے اسمائے گرامی فہرست کے پہلے صفحہ کو زینت دینے کا حق رکھتے ہیں۔ باشندگان امرتسر کا اصرار ہوتا رہا کہ تو امرتسر آ جا یہاں خدمت دین کی سخت ضرورت ہے میں نے عرض کیا کہ جب تک کہ کوئی باقاعدہ انجمن ہو، اس وقت تک کسی منظم طریقہ سے تبلیغ غیر ممکن ہے۔ اس لیے ایک انجمن کی مستحکم بنیاد قائم کی جائے۔ چنانچہ باشندگان امرتسر نے اپنے اس دینی شوق کو اعلیٰ حضرت قبلہ عالم شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا حافظ

حاجی پیر سیّد جماعت علیشاہ صاحب قبلہ مد ظلہ کی خدمت بابرکت میں ظاہر کیا۔ اس انجمن کے قائم کرنے اور اس کے لیے ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے میں سب سے پہلا قدم جس نے اٹھایا وہ ہمارے محترم بزرگ جناب صوفی حسین بخش صاحب ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے ان کو کامیاب فرمایا۔ اور فقیر ۱۴ شعبان ۱۳۵۱ھ کو امرتسر حاضر ہوا۔ مسجد جان محمد مرحوم میں شب براءت کو ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کی کرسی صدارت کو حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام ظلہٗ نے عزت بخشی۔ اسی شب کو انجمن تبلیغ الاحناف نے اپنی پوشیدہ برکتوں کے ساتھ قیام فرمایا۔ صبح کو مسجد سکندر خاں مرحوم میں حضرت نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فقیر کی دستار بندی فرمائی۔

صبح کو درس قرآن شریف، شام کو درس حدیث شریف شروع کیا۔ اس مقام پر یہ نہیں فراموش کیا جا سکتا کہ مکرمی حاجی عبدالرحمٰن صاحب و حاجی عبدالغنی صاحب متولیان مسجد سکندر خاں مرحوم و رئیساں بٹالہ نے نہایت جوش ایمانی، دریا دلی سے اور فقیر سے پانچ برس کے دوستانہ تعلق کی بنا پر انجمن کی مبلغ تیس (۳۰) روپیہ ماہوار سے امداد فرمائی، جو بفضلہٖ تعالیٰ اب تک عطا فرما رہے ہیں۔

اس انجمن کی خدمت کرتے ہوئے آج پونے دو برس ہوئے اس قلیل مدت میں انجمن نے بڑی شہرت حاصل کی۔ پنجاب کے مختلف اضلاع و قریٰ میں تبلیغ کے سلسلہ میں جانا ہوا۔ رب تبارک و تعالیٰ نے فقیر کی تقریر و تحریر کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل بہت مقبول کیا۔ یہاں تک کہ ملتان شریف میں مناظرہ ہوا، اس میں خدائے تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی حضرت پیر مخدوم سیّد صدر الدین صاحب قبلہ قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نے اپنے دست مبارک سے انعامی تمغہ عطا فرمایا۔

امرتسر میں چونکہ غیر مقلدیت اور حنفیت کے پردے میں وہابیت نے بڑا اثر پھیلایا تھا تو سب سے پہلے فقیر نے اس طرف توجہ کی۔ اور اپنے ان بھائیوں کو جو ایک مدت سے صحیح اور سچے مذہب اہلسنت وجماعت کے لیے پیاسے تھے۔ عقائد اہلسنت وجماعت کی تلقین شروع کی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ دوسروں کے عقائد باطلہ کا رد بھی اختیار کیا، پھر کیا تھا۔ ایک طرف تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی تحریر وتقریر کا دھانا وا فرمایا۔ دوسری طرف مدعیان حنفیت نے بھی مخالفت کی۔ اشتہارات ورسائل کا سلسلہ جاری ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ تقریر کا تقریر میں، تحریر کا تحریر میں رد بلیغ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس عزیز وحکیم جل وعلا نے دونوں پر فتح وکامیابی عطا فرمائی اور دونوں جماعتیں تقریر وتحریر دونوں ہتھیار چھوڑ کر محاذ جنگ سے پیچھے ہٹ گئیں۔ اس سلسلہ میں اہل امرتسر کو عقائد حقہ اہلسنت وجماعت اور عقائد باطلہ پر پورا پورا عبور حاصل ہوگیا اور فقیر کو بھی اس طرف سے اطمینان ہوا۔ سکون حاصل ہوا۔ **فلہ الحمد والمنۃ۔**

احباب نے تقاضا کیا اور دور دور کے شہروں سے بھی فرمائش ہوئی کہ رد قادیانیت میں بھی کوئی کتاب تصنیف ہونی چاہیے۔ فقیر نے خیال کیا کہ علمائے پنجاب نے جامۂ قادیانیت کے تو پرزے پرزے اڑا دیئے ہیں۔ سینکڑوں رسائل ہزاروں اشتہارات رد مرزائیت میں شائع ہوچکے ہیں۔ وہ کونسی ایسی چیز ہے جس کو میں پبلک کے سامنے پیش کروں۔ ایک وقت دراز اسی غور وفکر میں گزر گیا، ہر پہلو پر یہ نظر ڈالی مگر یہ سوچ کر کہ ممکن ہے کہ چند علمی فوائد اس سلسلہ میں ایسے پیش کرسکوں جو بالتصریح اب تک پبلک کے سامنے نہ آئے ہوں علاوہ اس کے ہر شخص کا طرز تحریر جدا ہوتا ہے شاید ان لوگوں کو جو فقیر کی طرز تحریر وتقریر سے حظ اُٹھاتے ہیں اپنے اس انداز سے تسلی دے سکوں۔ یہ بھی خیال ہوا کہ بد

مذہبوں کا رد کرنا ایک کار ثواب ہے اور میں نے اس سلسلہ میں کچھ نہ لکھا تو ایک ثواب سے محروم رہوں گا، اس طرف اقدام کیا۔ مولی تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے فائدہ بخشے اور فقیر کا اس خدمت دینیہ کے طفیل انجام بخیر فرمائے اور آئندہ اسی طرح خدمت اسلام کی بجا لانے پر توفیق عطا فرمائے۔ **ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.**

ان الدین عنداللہ الاسلام

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ دنیا فانی ہے **کل من علیھا فان.** یہاں کہ ہر چیز آنی جانی ہے ہر عیش یہاں کا قصہ وکہانی ہے۔ زندگی چند روزہ ہے **کل نفس ذائقۃ الموت** آخر اس دنیا کو چھوڑ کر کسی دوسرے گھر جانا ہے۔ جس خداوند تعالیٰ نے ہمیں تمہیں ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، مال، اولاد، صحت وعافیت صدہا نعمتیں محض اپنے فضل وکرم سے عطا کیں۔ اس کے واسطے ایسا طریق اختیار کریں جس سے وہ راضی وخوش ہو اور دار آخرت میں اس سے زیادہ ابدی نعمتیں عطا فرمائے۔ اس طریق کا نام اسلام ہے یہ ہی خدا کا محبوب و مرضی دین ہے۔ **ورضیت لکم الاسلام دینا** جس کو بندوں کے لیے مقرر فرمایا۔ فلاح دنیا نجات عقبیٰ کے تمام اصول اسی اسلام کے دامن سے وابستہ ہیں۔ **اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔** یہی اسلام مطہر ومزکی دین ہے خدا تک پہنچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الأخرۃ من الخاسرین.**

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ممتاز اور شرف وبزرگی والی انبیاء کرام علیہم السلام کی مبارک جماعت اسی کی پابند رہی، اسی کی طرف مخلوق کو دعوت دیتی رہی، اسی راستہ پر چل کر کامیاب

ہوئی اور دوسروں کو کامیاب بنایا۔

یہاں تک کہ افضل الرسل، خاتم الانبیاء، اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب، سردار عرب وعجم، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باہزاران شوکت واقبال جاہ وجلال تشریف لائے۔ خدا نے اپنی تمام نعمتیں اپنے پیارے پر تمام فرمادیں، دین کامل کردیا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی.** سلسلہ نبوت ورسالت آپ کی ذات پر ختم فرمادیا۔ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن.** خدا نے خلت تامہ محبوبیت کاملہ سے نوازا۔ **الاوانا حبیب اللہ ولا فخر.** تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی، درجات رفیعہ سے سرفراز فرمایا۔ **ورفع بعضھم درجات** قیامت تک آپ ہی کی نبوت ہے، آپ ہی کی شریعت ہے، آپ کے دین نے سب ادیان کو منسوخ فرمایا، آپ کا دین ہرگز منسوخ نہ ہوگا۔

لقد من اللہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا ......(الآیۃ)

اس رؤف ورحیم جواد وکریم کا ہزار ہزار شکر کہ ہماری ہدایت ورہنمائی کے لیے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے حق وباطل کو جدا فرمایا حق کا راستہ دکھایا، باطل کے راستہ سے ڈرایا اور وہ اصول تعلیم فرمائے کہ ان پر عمل کرنے والا کبھی راہ حق سے منحرف نہیں ہوسکتا۔

طبیب کا فرض ہے کہ مریض کو مفید چیزوں کا استعمال کرائے مضرات سے پرہیز کی تلقین کرے۔ ہماری امراض روحانی کے علاج فرمانے والے نے ہماری صحت دینی کو برقرار رکھنے کے لیے نافع وضار دونوں راستے واضح وروشن فرمادیئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **خط لنا رسول اللہ ﷺ خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطًا عن یمینہٖ وعن شمالہٖ وقال ھذہٖ سبل علی کل سبیل منھا شیطان**

یدعو الیه وقرأ: وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔(الآیة)

رواہ احمد والنسائی والدارمی مشکوٰۃ ص۳۰

سرکار دو عالم ﷺ نے ایک خط مستقیم کھینچا۔ پھر فرمایا کہ یہ تو وہ راستہ ہے جو خدا تک پہنچانے والا ہے۔ پھر حضور نے اسی خط کے دائیں بائیں چند خطوط اور کھینچے اور فرمایا کہ یہ بھی چند راستے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان ہے، جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اس مضمون کے بیان فرمانے کے بعد استشہاداً آیہ کریمہ تلاوت فرمائی: **وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوہ**۔ میرا مستقیم راستہ یہی ہے (جو میں نے تم کو تعلیم کیا) اسی راستہ کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں کو نظر اُٹھا کے بھی نہ دیکھو۔

سرکار رسالت مآب ﷺ کا زمانہ تو وہ مطہر اور پاک زمانہ تھا جس میں اختلاف وتفرق کا خیال کرنا بھی گناہ۔ سرکار خود ارشاد فرماتے ہیں: **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم**. تمام زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے، پھر جو اس کے متصل یعنی تابعین کا زمانہ، پھر جو اس کے متصل یعنی تبع تابعین کا زمانہ۔

یہاں تک کہ فتنے حادث ہوئے ائمہ دین پر ظلم وتعدی شروع ہوا، رایوں میں اختلاف پیدا ہوا، بدعتوں خواہشات نفسانیہ کی طرف میلان بڑھا، بدعقیدگیاں ظاہر ہوئیں، بدمذہبیاں ہویدا ہوئیں، قدریہ مرجیہ، جبریہ، شیعہ، معتزلہ، وہابیہ، چکڑالویہ، خارجی اور کیا کیا بلائیں پیدا ہوئیں اسی کی طرف سرکار دو عالم ﷺ نے خود ارشاد بھی فرمایا کہ: **وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الاواحدة قالوا من هی یارسول الله قال ما انا علیه واصحابی** (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۳۰) میری امت کے بھی تہتر فرقے ہوجائیں گے۔ کُل دوزخ میں جائیں گے، مگر ایک فرقہ۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ!

ت پر عمل کرے اور طریق صحابہ پر

اتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ
وروں پر ہو، طالب حق و راہ مستقیم
ابہ ہیں۔ اسی راستہ پر چلنے والے
یں گے۔ اس راستہ کا نام مذہب
اقطاب، ابدال، غوث، مجدد سب
مذاہب باطلہ والے اپنی جماعت
۔ وہابیت و غیر مقلدیت تو اب
جنم لیا۔ جب گزشتہ مذاہب باطلہ
ں ہیں۔ دیکھو جتنے مذاہب باطلہ
، و نابود ہو جائیں گے، مگر مذہب
ن سے اب تک چلا آ رہا ہے اور
ہب کی جس نے مخالفت کی ذلیل
عدہ ہے۔ **لكل داء دواء** جب
ذہب سے ایک جماعت ان کے
ر کیا۔ **لا تزال طائفة من امتی**
ادق و مصدوق عليه افضل الصلوٰة
ناظرین کرام! اگر عقائد اہلسنّت

وجماعت سے تفصیلاً مطلع ہونا چاہتے ہیں تو کتاب معتقد المنتقد شریف مصنفہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب تکمیل الایمان مصنفہ حضرت شیخ المحدثین مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلوی مصنف تفسیر حقانی کا مطالعہ فرمائیں۔اور اگر یہ کتابیں میسر نہ آئیں تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا حافظ حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری نوری برکاتی رضی اللہ عنہ کی تصانیف ورسائل کا بغور مطالعہ کریں بلکہ زمانہ حال میں اعلیٰ حضرت ہی کی تصانیف بہت زیادہ مفید ہیں اور اس زمانہ میں جو بدعقیدگیاں پیدا ہوئیں ان کا بلیغ رد انہیں کتابوں میں ملے گا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا اپنے غلاموں پر بے حد فضل وکرم

قیامت تک جس قدر فتنے برپا ہونے والے ہیں ان سب کی خبر تاجدار مدینہ سید کونین عالم ما کان وما یکون مطلع علی الغیوب ﷺ نے دیدی اور خاص خاص علامتیں بھی بیان فرمادیں، تاکہ مسلمان ایسے فتنوں سے بچتے رہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا ما ترک رسول اللہ ﷺ من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ معہ ثلاث مائۃ فصاعداً الا قد سماہ باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ۔** (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶۳) قسم رب تبارک وتعالیٰ کی میں نہیں جانتا کہ میری ساتھی بھول گئے یا انہوں نے بھلا دیا۔قسم ہے اللہ تعالیٰ کی حضور اکرم ﷺ نے قیامت تک جس قدر فتنے ہونے والے ہیں، ان سب کے بانیوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام اور جس قدر ان کے

متبعین ہوں گے ان کی تعداد جو تین سو اور اس سے زیادہ کی تعداد رکھتے ہیں سب بیان فرمادیا۔

بعض احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار نے بعض فرقوں کے نام اور بعض کے اجمالی اوصاف اور بعض کے بانیوں کے نام بیان فرمائے ہیں۔

قدریہ اور مرجیہ کے بارے میں پیشگوئی

سرکار ارشاد فرماتے ہیں: **صنفان من امتی لیس لھما من الاسلام نصیب المرجئة والقدرية** (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۲۲) ترجمہ: میری امت میں دو فرقے ایسے ہیں جن کو اسلام سے کچھ حصہ نہیں۔ مرجیہ اور قدریہ۔

اہل قرآن کے بارے میں پیشگوئی

ارشاد ہوتا ہے: **الا انی اوتیت القرآن ومثله معه الا یوشک رجل شبعان متکئ علی اریکة یقول علیکم بھذا القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه وان ما حرم رسول الله کما حرم الله.**
(رواہ ابوداؤد عن المقدام، مشکوٰۃ ص۲۹)

خبردار ہوجاؤ! مجھ کو خدا نے قرآن عطا فرمایا اور اس کے ساتھ ہی اسی کی مثل اور بھی دیا گیا۔ (حدیث شریف) غور سے سنو! عنقریب ایک آدمی سیر شدہ عظیم البطن (پیٹو) اریکہ پر پڑا رہنے والا پیدا ہوگا جس کا مذہب یہ ہوگا کہ بس قرآن پر عمل کرو۔ اس کے حلال کردہ کو حلال، حرام کردہ کو حرام جانو۔ حدیث کے حرام وحلال ناقابل عمل ہیں یعنی حدیث کوئی چیز نہیں۔ حضور فرماتے ہیں: حالانکہ میرا حرام کیا ہوا حکم میں ایسا ہے جیسے کہ خدا کا حرام کیا ہوا۔

لفظ **شبعان متکئ علی الاریکه** سے اشارہ ہے عبداللہ چکڑالوی بانی اہل قرآن کی طرف۔

خارجیوں اور رافضیوں کے بارے میں پیشنگوئی

ارشاد ہوتا ہے: **اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم۔**

(رواہ الترمذی عن ابن عمر، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو گالیاں دیتے ہیں (تبرا کرتے ہیں) تو کہو لعنت ہے تم پر پھٹکار ہے تم پر۔

وہابیوں کے بارے میں پیشنگوئی

حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول الله وفی نجدنا قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول الله فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناک الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان (رواہ البخاری عن ابن عمر، مشکوٰۃ ص ۵۸۲) حضور نے دعا فرمائی کہ پروردگار ملک شام اور ملک یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ملک نجد کیلئے بھی دعائے برکت فرمایئے۔ حضور نے سکوت فرمایا، پھر حضور نے دعا فرمائی۔ پھر صحابہ نے نجد کے لیے فرمایا، پھر سکوت فرمایا، شاید تیسری دفعہ میں فرمایا۔ نجد میں زلزلے اٹھیں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ یعنی زمین نجد قابل دعائے برکت نہیں۔ چنانچہ محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا اور جو فتنے برپا کئے، دنیا بے خبر نہیں یہاں تک کہ اس فتنے کو ہندوستان میں بھی جگہ ملی۔ اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اس کی اقتدا کرتے ہوئے وہی فتنہ یہاں بھی برپا کیا

اورکتاب تقویۃ الایمان کی اشاعت کرکے وہابیت کا پورا ثبوت دیا۔ **اعاذنا اللہ منہا**

مدعیان نبوت کے بارے میں پیشگوئی

حضور ارشاد فرماتے ہیں: **سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعمون انہ نبی اللہ و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی** (رواہ ابوداؤد، والترمذی عن ثوبان، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

دوسری حدیث: **حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ.** (رواہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

میری امت میں تیس یا قریب قریب ان کے دجال کذاب پیدا ہوں گے۔ ہر شخص اس بات کا مدعی ہوگا کہ میں خدا کا رسول، خدا کا نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا، میرے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

حضور کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام فرقے مرجیہ، قدریہ، رافضی، خارجی، وہابی، نجدی، چکڑالوی ظاہر ہوئے جن میں سے بعض موجود ہیں۔

ان تمام فرقوں میں سب سے زیادہ فتنہ انگیز اسلام کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ دینے والا مدعیان نبوت کا فرقہ ہے جن کو حضور نے دجال و کذاب کے وصف سے متصف فرمایا۔ ایسے مدعی بہت ہو چکے ہیں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، متنبّی وغیرہ وغیرہ۔

اب اس چودھویں صدی میں بھی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ایک شخص مسمی غلام احمد پیدا ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

خاص مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے پیشگوئی

حضور اکرم ﷺ نے خاص طور پر غلام احمد متنبّی قادیان کے لیے پیشگوئی

فرمائی۔ارشادفرماتے ہیں: **هلكة امتى على يدى غلمة من قريش.**

(رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ، مشکوٰۃ ص۴۶۲)

میری امت کی ہلاکت و بربادی یعنی ان کے ایمانوں کا برباد ہونا ایک غلام کے ہاتھوں پر ہوگا جو اپنے آپ کو قریش سے ظاہر کرے گا یعنی مہدی ہونے کا مدعی ہوگا۔صاف صراحۃً حضور ﷺ نے غلام احمد قادیانی کے لیے پیشگوئی فرمائی۔دیکھو اس کے نام میں، جو اس کے ماں باپ نے رکھا، لفظ غلام موجود ہے۔جس کی طرف حدیث کا لفظ **غلمة** جو جمع **غلام** کی ہے، اشارہ کرتا ہے۔اور لفظ **من قريش** اس کے دعوی مہدویت کی خبر دے رہا ہے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام یقیناً قریش سے ہوں گے۔

مسلمانو! غلام احمد قادیانی مدعی مہدویت کے مہلک ہونے کی کیسی صاف پیشن گوئی ہے،اب تو فتنۂ قادیانیت میں مبتلا نہ ہو،اب تو آنکھیں کھولو اور باطل و حق کی تمیز پیدا کرو۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

شاید کوئی معمولی پڑھا ہوا مرزائی یہ شبہ پیدا کرے کہ لفظ **غلمة** جمع ہے،اس کا ایک شخص پر کیونکر اطلاق ہوسکتا ہے؟ مگر یہ شبہ زبان عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے، کسی نہ کسی حیثیت سے واحد پر جمع کا اطلاق جائز ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدوولكم فى الارض مستقرومتاع الى حين.** ہم نے آدم علیہ السلام سے کہا۔جنت سے تم سب اتر جاؤ، بعض بعض کے دشمن ہیں۔اور تمہارے لئے زمین میں ایک مدت تک ٹھکانا اور فائدہ اٹھانا ہے۔

اس آیت میں مخاطب ایک جماعت ہے حالانکہ اس وقت آدم علیہ السلام بالاصالۃ مخاطب تھے۔اس لیے کہ مراد آدم علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد بھی تھی۔اسی طرح ایک

بادشاہ اپنے وزیر سے کہتا ہے کہ جاؤ تم لوگ سب یہ کام کرو۔ مخاطب صرف وزیر ہے اور مراد تمام ماتحت۔ اسی طرح پیشگوئی صرف غلام احمد کے لیے ہے اور جمع اس واسطے کہ اس کے تمام متبعین مراد ہیں اور اس واسطے سب کو غلام کہا گیا ہے کیونکہ وہ تمام متبعین اسی غلام کے متبع ہو کر صفت غلامیت سے متصف ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ واحد پر جمع کا صیغہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! کہاں آپ یہ قاعدہ تلاش کرتے رہیں گے۔ آپ کے بروزی وظلی سیبویہ مرزاجی خود اس کو جائز رکھتے ہیں۔ سنئے آیت: **کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی** **وھم من بعد غلبھم سیغلبون** کے متعلق لکھتے ہیں۔

اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲)

رسل جمع ہے **رسول** کی جب لفظ **رسل** جمع ہو کر واحد پر اطلاق کیا جاسکتا ہے تو لفظ **غلمۃ** بھی جمع ہو کر واحد پر اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

مرزاجی نے ایک اور وجہ بیان کی کہ چونکہ مجھ کو تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اس لیے جمع کا صیغہ میرے لیے آیا۔ یوں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ مرزاجی تمام مدعیان نبوت وکذابان مفسدین کے مظہر ٹھہرائے گئے ہیں، اس لیے **غلمۃ** جمع کا صیغہ مرزاجی پر استعمال کیا گیا ہے۔ پس مرزاجی اپنے قائم کردہ اصول کے اعتبار سے ظلی وبروزی مسیلمہ کذاب بھی ہیں، اسود عنسی بھی ہیں، متنبّی بھی ہیں، سجاح بھی ہیں **الی غیر ذالک**۔ یہاں تک کہ ایران کے مدعی نبوت بہاؤاللہ بھی ہیں مگر وہ تمام کاذب نبوتیں بعثت اول تھیں۔ مرزاجی ظلی

طور پر بعثت ثانیہ رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ بعثت اتم واکمل ہے۔ اس واسطے مرزا جی کے نام کے ساتھ پیشن گوئی فرمائی گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی باطلہ، عقائد فاسدہ، خیالات کاسدہ، دلائل واہیہ ان سب کی تفصیل آگے آتی ہے۔ پہلے ایک مختصر تاریخ مرزا بطور تمہید ذکر کروں۔

مرزا جی کی زندگی کے چند دور

مرزا غلام احمد قادیانی ابن غلام مرتضیٰ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ جو ۱۳۵۵ھ یا ۱۳۵۶ھ سے مطابق تھی۔ معمولی مروجہ تعلیم گاؤں میں اور پھر قصبہ قادیان میں حاصل کی اور پھر زمینداری کے کام میں مصروف رہے۔ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ میں سرکاری ملازمت میں داخل رہے۔ کہا جاتا ہے کہ پندرہ روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی تھی اور اسی سلسلہ میں مختاری کا امتحان دیا تھا مگر چونکہ آئندہ کو دعوی بہت سے کرنا تھے، اس لیے اس امتحان میں فیل ہوگئے۔ پھر ۷۶ء میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اور ان کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا اور رد آریت وعیسائیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ لکھنا شروع کی۔ جس میں علاوہ ردّ عیسائیت کے اس امر پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ مکالمہ ومخاطب الہیہ کا سلسلہ اس امت میں اب بھی جاری ہے اور اسی ذیل میں اپنی خوابیں، کشوف الہامات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو ملہم ہونا ثابت کیا ہے۔ انہی ایام میں یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ مرزا جی چودہویں صدی کے مجدد ہیں۔ چنانچہ یہ دعویٰ مجددیت، براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے۔ اور یہ دعویٰ مجددیت صرف براہین احمدیہ تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں الگ شائع کیا۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بیعت کی خواہش بھی کرتے تھے مگر مرزا جی یہ کہہ کر انکار

کرتے رہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا ہے۔ آخر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو مرزا جی نے اعلان کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیعت لینے کا، ایک جماعت بنانے کا حکم دیا ہے۔

ابھی اس دعویٰ مجددیت کو ڈیڑھ ہی سال گزرا تھا کہ ایک تیسرا دور مرزا جی کی زندگی کا شروع ہوا یعنی یہ بھی اعلان کیا کہ مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور یہ کہ جس مسیح کی اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے وہ اسی امت کا مجدد ہوگا اور وہ میں ہوں اور یہ کہ جس مہدی کی اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے اس سے بھی مراد وہی مسیح ہے، جو دلائل اور براہین سے اسلام کو دنیا میں پھیلائے گا۔ اور ایسے مہدی کا آنا جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے، غلط ہے۔

نومبر ۱۹۰۴ء میں بمقام سیالکوٹ مرزا جی نے ایک اور اعلان کیا کہ جس طرح مجھ کو مسلمانوں کے لیے مہدی اور عیسائیوں کے لیے مسیح بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ہندوؤں کے لیے کرشن کا مظہر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ خود لیکچر میں کہتے ہیں۔

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایسا قابل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۴)

اپریل ۱۹۰۸ء میں لاہور پہنچے اور اسہال کی پرانی بیماری سے جو سالہا سال سے تھی، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو انتقال ہوا اور اگلے دن قادیان لاش گئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

انتقال کے بعد انجمن کا کام حکیم نورالدین کے ہاتھ میں رہا۔ حکیم جی کے انتقال کے بعد جماعت کے دو حصے ہوگئے۔ ایک فریق کا یہ عقیدہ رہا کہ جن لوگوں نے مرزا جی کی بیعت نہیں کی خواہ وہ انہیں مسلمان ہی نہیں، مجدد اور مسیح بھی مانتے ہوں اور وہ خواہ ان کے نام سے بے خبر ہوں، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ دوسرے فریق کا یہ عقیدہ رہا کہ ہر کلمہ گو خواہ وہ اسلام کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، مسلمان ہے۔

(مؤلف کہتا ہے کہ دونوں فریق احکام شرع سے محض ناواقف اور حدود اسلام سے نابلد ہیں)

مسئلہ نبوت مرزا جو آج کل فریقین کے درمیان اختلاف کا اہم مسئلہ سمجھا جاتا ہے درحقیقت اسی مسئلہ تکفیر سے پیدا ہوا۔ چنانچہ اسی بنا پر مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت مرزائیہ کے دو گروہ ہوگئے۔

فریق اول جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا مانتا ہے۔ اس فریق کا ہیڈ کوارٹر قادیان رہا۔ دوسرے فریق کا ہیڈ کوارٹر لاہور رہا۔ فریق قادیاں کی قیادت اس وقت سے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے اور فریق لاہور کی سیادت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہوری کے ہاتھ میں ہے۔

(ملخص مع زائد از تحریک احمدیت از ص ۵ تا ص ۳۹)

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے مرزا جی کے کئی دور بیان کئے۔ ملہمیت، مجددیت، مہدویت، مسیحیت، کرشنیت مگر ایک دور نبوت کہ وہ بھی مرزا جی کی تصنیفات ہی سے ثابت ہے، قصداً یا سہواً حذف کر گئے۔ اور متبعین مرزا پر یہ بھی اتہام لگایا کہ صرف وہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں اور مرزا جی کی نبوت کے معترف۔ منشا یہ کہ مرزا جی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ غلط فہمی سے اذناب مرزا نے ان کو نبی سمجھ لیا، حالانکہ یہ بالکل غلط۔ بلکہ مرزا جی

نے خود نبوت کا دعویٰ کیا جن سے ان کی تصنیفات مالا مال ہیں، عبارتیں اپنے موقعہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ نقل کی جاویں گی۔

اس میں شک نہیں کہ مرزا جی کو ابتدا ہی سے نبی بننے کا چسکہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر پہلے ہی نبوت کا کھلے الفاظ میں دعویٰ کر دیا تو مسلمانوں سے ایک فرد بشر بھی قبول نہ کرے گا۔ ان کو معلوم تھا کہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ راسخ ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ مگر مرزا جی نے نہایت چالاکی سے اس نبوت کے بنیادی پتھر اپنے الہام نصب کر دیئے تھے کہ کہیں تو اس پر عمارت نبوت کھڑی کر لیں گے۔ براہین احمدیہ وغیرہ میں یہ الہامات موجود ہیں:

وقال الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شھیدا.

یٰسین انک لمن المرسلین.

انی لا یخاف لدی المرسلون.

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی.

چونکہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ مسلمانوں نے دیکھا تو سمجھے کہ یہ تمام آیتیں گزشتہ رسولوں اور حضور اکرم ﷺ کے لیے ہیں، مگر پھر بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ مرزا جی نے ان آیتوں کو اپنے الہام میں پیش کیا مگر مقصود صرف یہ تھا کہ کسی زمانہ میں ان آیتوں کو اپنی ہی نبوت میں پیش کروں گا۔ یہاں تک کہ سلسلہ شروع ہو گیا کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی من وجہ نبی ہوتا ہے۔ تحدیث بھی ایک نبوت کا شعبہ ہے۔ میں مسیح ہوں اور مسیح کو نبی کہہ کر پکارا گیا ہے۔ کچھ دنوں ان الفاظ پر اکتفا رہا۔ پھر یوں آگے بڑھے کہ میں نبی ہوں مگر میری نبوت ویسی نہیں جیسے اگلے صحیفوں میں مذکور ہے۔ میں مجازی ہوں، ظلی ہوں، بروزی ہوں،

کچھ دنوں تک ان اصطلاحات کا پردہ پڑا رہا۔ آخر جب صبر نہ ہو سکا تو بمصداق

ع ''تا بکے در پردہ باشی سر بروں آر از حجاب''

۱۹۰۱ء میں ایک اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' شائع کر ہی دیا۔ اور صاف لفظوں میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور لکھ دیا کہ میری جماعت میری نبوت سے انکار کرنے میں سخت غلطی پر ہے، میں ضرور نبی ہوں۔ ملاحظہ ہو:

چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح وتوضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی، جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے، یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک وحی اللہ یہ بھی ہے: **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (دیکھو ص ۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول پکارا گیا ہے۔ (آگے چل کر لکھتے ہیں) پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے: **محمد رسول اللہ والذین معہ** (الایہ) اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (آگے چل کر اور لکھتے ہیں) میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ رہا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر

انکار کر سکتا ہوں۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مسلک النبوۃ فی الاسلام ص۱۰۴)

حضرات ناظرین نے دیکھ لیا کہ وہی آیتیں جو براہین احمدیہ میں لکھی تھی اسی کتاب کا حوالہ دے کر اپنے اوپر محمول کر کے نبی اور رسول بننے کا دعویٰ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت سے نبوت کا خیال تھا مگر چونکہ مرزاجی نے کئی پردے ڈال رکھے تھے اس وجہ سے لوگ بھی خاموش رہے آخر کو وہ پردہ اُٹھا دیا۔ اور تصریح وتوضیح کے ساتھ کھلے میدان میں کود پڑے کہ میں بھی ہوں پانچوں سواروں میں۔ لاہوری پارٹی مجازی، ظلی، بروزی لغوی کے دھوکہ میں رہ گئی اور مرزاجی وہ پہونچے۔ اول تو یہ اصطلاحات ہی بالکل فضول و بیکار۔ شریعت میں کوئی ایسی نبوت نہیں جو ظلی ولی ہو۔ مگر مرزاجی دین ناواقف نئی روشنی پرانی تاریکی والے۔

حضرات کو ان اصطلاحات کی بھول بھلیوں میں پھانسے رہے جب دیکھا کہ جماعت بالکل اپنے دین سے ناواقف ہے اور جو میں کہتا ہوں اس کے آگے سر تسلیم خم ہے فوراً سایہ وغیرہ دور کر دیا۔ اور بائیس برس کی الہامی عمارت پر نبوت کی عمارت کھڑی کر لی شاباش جے سنگھ بہادر۔

مرزاجی کی زندگی کے یہ چند دور علی سبیل الترقی حاصل ہوئے۔ ملہمیت، مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت ورسالت اور انہیں دوروں میں ایک دور کرشنیت ہے اور دوروں میں اور بھی بہت سے مدارج مضمر ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہے بلکہ ان تمام دوروں سے بھی آگے ترقی کر گئے ہیں خود کہتے ہیں:

''سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ

ہوں، میں داؤد ہوں، میں محمد ہوں، احمد ہوں۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۵)

''میری نسبت بطور استعارہ کے لفظ فرشتہ آ گیا ہے۔اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے''۔ (حاشیہ اربعین نمبر۳ صفحہ۳۰)

''مرزا جی کا ایک نام اور سن لیجئے۔امین الملک جے سنگھ بہادر۔''

(بشریٰ جلد۲، الہامات مرزا)

ترقیات کی فہرست

سب سے پہلے مرزا جی نے مجددیت کا دعویٰ کیا اور اس کے ثبوت میں اپنے الہامات پیش کرتے رہے۔ پھر مرزا جی کو خیال ہوا کہ حدیثوں میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی خبر ہے اور ان کی آمد کی تاریخ معین نہیں اور وہ بھی آ کر اصلاح دین ہی کریں گے لہٰذا مرزا جی نے مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کردیا۔اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے وقت کے تمام علامات کو ملیا میٹ کردیا اور ناجائز تاویلیں کیں۔ پھر مرزا جی کو خیال ہوا کہ جس زمانے میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ موجود ہوں گے۔ وہی زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ہے۔لہٰذا عیسیٰ مسیح ہونے کا بھی دعویٰ کردیا۔مگر خیال ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاویں گے تو اس زمانہ میں دجال ہوگا۔ دجال کا زمانہ ہوگا پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے اور یہاں کوئی چیز نہ پائی گئی تو دجال بھی مرزا جی نے بنائے کہ یہ پادریوں کا گروہ ہے۔کبھی کہہ دیا کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہیں کسی نے کہا کہ دجال سے تجارتی کمپنیاں مراد ہیں۔دجال کی سواری بھی مرزا جی کو مل گئی کہ وہ ریل ہی ہے اور اسکے سوا اور کچھ نہیں۔مگر تعجب یہ ہے کہ دجال کی سواری صرف دجال کے لیے تھی حالانکہ مرزا جی زندگی میں بے شمار ریل پر سفر کرتے رہے۔ اور مرنے کے بعد بھی ان کی

لاش اسی دجال کی سواری پر لاد کے لائی گئی۔ خدا جانے مرزا جی نے دجال کی سواری کو کس مصلحت سے اختیار کیا۔ یاجوج ماجوج کے متعلق کہہ دیا کہ اس سے روس اور انگریز مراد ہیں۔ **الی غیر ذالک من التاویلات الفاسدۃ**۔ پھر مرزا جی کو خیال آیا کہ جن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر ہے۔ وہ تو اللہ کے نبی بھی ہیں اور میں نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر ہی دیا ہے لہذا نبوت ورسالت کا بھی دعویٰ کردوں مرزا جی کو یہ تو معلوم ہی تھا کہ مسلمان حضرت مہدی علیہ السلام کے آنے کے منتظر ہیں تو ان کو کہہ سنایا کہ مہدی مخصوص کا آنا کوئی یقینی امر نہیں، بالکل غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے تشریف لانے کا بھی مسلمانوں کو یقین ہے تو الہام گھڑ لیا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ان کی حیات کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ اور یہ بھی غور نہ کیا کہ شرک کے کیا معنی ہیں؟ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرک کہتے ہیں کہ خدا کی ذات وصفات میں کسی کو اسی طرح شریک کرنا جیسی اس کی ذات وصفات ہیں۔ تو کسی کے مدت مدید تک زندہ رکھنے کا عقیدہ رکھنا سرک ہوتو حضرت جبرائیل علیہ السلام ودیگر ملائکہ کے اب تک اور قیامت تک زندہ رہنے کا عقیدہ رکھنا بھی مرزا جی کے نزدیک شرک ہوا۔ اور خود یہ عقیدہ رکھ کر شرک میں مبتلا ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ بھی یقین ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو کہہ دیا کہ ہاں نبوت تامہ والا نبی نہیں آئے گا، ناقص نبی آسکتا ہے۔ اس لیے میں ظلی ہوں، مجازی ہوں، لغوی ہوں، جزئی ہوں۔ یوں کہہ کہ ٹالتے رہے۔ مگر مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ بالکل دھوکہ ہے شریعت نے نبوت کی تقسیم نہیں کی یہ ظلی ولی کیسی۔ مرزا جی یقیناً نبوت تشریعی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو آخر میں کہہ دیا کہ میری نبوت کوئی الگ نبوت نہیں۔ میری نبوت حضور ہی کی نبوت ہے۔ حضور مجھ میں حلول کر گئے ہیں۔ وہ محمد اوّل ہیں اور میں محمد ثانی ہوں۔ ان میں فنا ہو کر وہی ہوگیا ہوں، میں کوئی علیحدہ انسان نہیں ہوں بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کو مل گئی۔ پھر مرزا جی نے

خیال کیا کہ مسلمانوں کے لیے تو سب کچھ بن گیا۔ مشرکین رہ گئے تو دعویٰ کر دیا کہ میں کرشن بھی ہوں اور اس کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔

خیر مرزا جی جو کچھ بھی بنیں، اس سے تو ہمیں بالفعل بحث نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے مصلح وہادی رہبر و مرشد ہونے کا کون حق دار ہے؟

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ مصلح وہادی ولی و مرشد کے لیے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو اگر ایمان نہیں تو تمام ترقیاں رک جائیں گی، ایمان ہی سب سے پہلا زینہ ہے۔ جو تقویٰ و درجات ولایت تک پہنچاتا ہے۔ اگر اس سے قدم پھسلا تو حسرت سے سارے زینوں کو آنکھیں پھیلا کر دیکھتا رہے گا اور کچھ نہ بنے گا۔ کافر کبھی مسلمانوں کا رہبر نہیں ہو سکتا اور نہ وہ درجات قرب الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔

لہٰذا سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا مرزا جی مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ اس پر ہم مفصل بحث کرتے ہیں تاکہ آگے تمام معاملات خود بخود صاف ہو جائیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی شخص زبان سے برابر کلمہ توحید پڑھتا رہے، دعویٰ اسلام کرتا رہے مگر اس کے ساتھ اسلام میں جن چیزوں کا تسلیم کرنا ضروری ہے، اس سے انکار بھی کرتا رہے، تو زبان سے ادعائے اسلام مفید نہ ہوگا بلکہ وہ کافر کا کافر ہی رہے گا۔ اسی طرح جو شخص ضروریات دین میں سے تمام چیزوں کو تسلیم کرے، صرف ایک چیز کا انکار کر دے تو وہ بھی مسلمان نہ رہے گا۔ اسی طرح جو شخص شریعت کے ساتھ استہزا کرے، خدا کی توہین کرے، رسولوں نبیوں کی شان میں گستاخی کرے، مسلمان نہ رہے گا۔ اسی طرح جو اپنے آپ کو انبیاء سے افضل جانے، کافر ہو جائے گا۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جسمیں کسی کو اختلاف

نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہمارے ہیرو اوران کی اذناب بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔

مرزاجی کے اسلام وکفر کی تنقید

اس لیے ہم کوانہیں اصول پر مرزاجی کو پرکھنا چاہیے کہ آیا وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور ہر مناظر کو مرزائیوں سے مناظرہ کرنے میں اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پہلے مرزاجی کے اسلام وکفر پر بحث کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مناظرہ اسی موضوع پر ختم ہوجائے گا۔اور مرزائی قیامت تک مرزاجی کا مسلمان ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ اہلسنّت وجماعت ثابت کرتے ہیں کہ مرزاجی قانون شرع کے مطابق دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اس لیے اس کے ثبوت میں وہ عقائد کفریہ واقوال مردودہ نقل کرتے ہیں، جوصرف مرزاجی کی کتابوں میں موجود ہیں۔غور وانصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔

فہرست عقائد کفریہ واقوال باطلہ مرزاغلام احمد قادیانی

عقیدہ کفریہ نمبراول ''دعویٰ الوہیت''

آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴: **ورایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو۔** یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہٖ خدا ہوں۔ اور میں نے یقین کرلیا کہ میں واقعی وہی ہوں۔ اس مقام کی تفصیل ان جملوں سے کی جاتی ہے۔

''میں نے اپنے جسم کی طرف دیکھا۔تو میرے ہاتھ پاؤں خدا کے ہاتھ پاؤں ہیں، میری آنکھ اس کی آنکھ ہے، میرے کان اس کے کان ہیں، میری زبان اس کی زبان ہے۔ میں نے اس کی قدرت قوت کو اپنے نفس میں جوش مارتے ہوئے دیکھا اور الوہیت

میری روح میں موج مارتی تھی، الوہیت مجھ پر بہت سخت غالب ہوگئی، الوہیت میری رگوں میرے پٹھوں میں گھس گئی ہے۔ خدا میرے وجود میں داخل ہوگیا''۔

یہ کلمات کس قدر کفریات پر مشتمل ہیں۔ خلاصہ ان کا یہ ہوا کہ میں مجسم خدا ہوں۔

آگے لکھتے ہیں: ''میں اسی حالت میں تھا کہ کہتا تھا کہ اب ہم نظام جدید قائم کریں گے، نیا آسمان نئی زمین بنائیں گے تو میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پہلے اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے تفریق و ترتیب دی اور میں اپنے آپ کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر قادر سمجھتا تھا۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور میں نے کہا: **انا زینا السماء الدنیا بمصابیح**''۔

اس کچی واقعہ کے ختم پر لکھتے ہیں۔ اس واقعہ سے ہماری مراد وہ نہیں ہے جو وحدۃ الوجود کا مقصود ہے اور نہ حلول جیسا کہ حلولیہ کا مذہب ہے، یہ کہ اس سے مراد قرب نوافل کا مرتبہ ہے۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ نہ یہ وحدۃ الوجود ہے، نہ حلول ہے یعنی بالکل میں ہی خدا ہوں۔ رہا مرزا جی کا قرب نوافل بتانا، یہ بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ واقعہ کے جس قدر الفاظ ہیں، وہ سب قرب نوافل کے منافی ہیں۔

قرب نوافل میں یہ کہاں ہے کہ خدا وجود میں داخل ہو جاتا ہے، الوہیت روح میں موج مارتی ہے، قرب نوافل میں پہنچنے والا انسان زمین و آسمان بنانے کا کب دعویٰ کرتا ہے؟ کیا مرزا جی کے سوا کوئی قرب نوافل کو نہیں پہنچا۔ حالانکہ بہت بزرگان دین ایسے گزرے جنہوں نے قرب فرائض کا مرتبہ پایا۔ اور ان کی زبان سے حالت صحو میں کبھی ایسے کلمات نہیں نکلے اور اگر مثل حضرت بایزید بسطامی و حضرت منصور نے حالت سکر میں **انا الحق** اور **ما اعظم شانی** کلمات ادا ہوئے لیکن ان کلمات کی ان کو بھی خبر نہیں۔ چنانچہ

مریدوں نے حضرت بایزید پر اعتراض کیا۔ جواب دیا کہ اگر میری زبان سے یہ کلمات نکلیں تو مجھ کو قتل کر ڈالو۔

یہ حضرات حالت سکر میں اگر کچھ کہتے تھے تو حالت صحو میں اس کا اعادہ تو درکنار وہ یاد بھی نہیں ہوتا تھا۔ مگر مرزاجی نے اگر بالفرض حالت سکر میں یہ کلمات ادا کئے تو حالت صحو میں ان کا اعادہ جرم ہوا اور خصوصاً اپنے ہاتھ سے تحریر کرنا۔ پس مرزاجی کی حالت کا قیاس ان بزرگان دین کی حالت پر نہیں ہوسکتا۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مؤیدات دعویٰ الوہیت

''**انت منی و انا منک** (الاستفتاء ص۸۰)'' اے مرزا تو مجھ سے میں تجھ سے۔

''**الارض والسماء معک کماھو معی.** ''زمین وآسمان اے مرزا تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسے میرے ساتھ۔ ص۸۱ **سرک سری** تیرا میرا بھید ایک ہی ہے۔

''**انت منی**'' (ص۸۲) بمنزلہ توحیدی وتفریدی اے مرزا تو میری توحید کا مرتبہ رکھتا ہے۔

مرزاجی کا خدا سے مرتبہ زائد

''**یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی** (انجام آتھم ص۵۲)'' اے مرزا تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام ناقص ہی رہے گا یعنی تو مجھ سے مرتبہ وکمال میں بڑھ جائے گا اور میں پیچھے رہ جاؤں گا۔

عقیدہ کفریہ نمبر دوم "دعویٰ نبوت بعد خاتم النّبیین"

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کرشن چودہویں صدی نے نبوت ورسالت کا بڑے زور سے دعویٰ کیا ہے۔ اور انکی تمام تصنیفات اس دعویٰ سے مالا مال ہیں۔ اگرچہ بعض میں پردہ ڈال کے شکار کرنا چاہا۔ لیکن بعض کتابوں میں تو صراحت کے ساتھ دعویٰ کردیا۔ اور اسی عقیدہ پر مرزا جی کی گدی کے مالک خلیفہ محمود صاحب قائم ہیں۔ اور یہ ہے بھی ٹھیک۔ کیونکہ **الولد سرّ لأبیہ** مرزا جی کے کمالات تقدس دعاوی کی حقیقت سے جس قدر ان کے بیٹے واقف ہوں گے، کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ مرزا جی نے تحریر کے علاوہ اپنی نبوت کی وہی حقیقت بتائی ہو جو ان کے جانشین بیٹے نے سمجھی اور ظاہر کی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہیں۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴)

خاتم النّبیین کے یہی معنی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ حضور کے نقش قدم پر چل کر غلامی اختیار نہ کرے اور جب دروازہ نبوت کھلا ہوا ہے تو مسیح مولود ضرور نبی ہیں۔ **ملخصاً** (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۳۲)

الفضل قادیاں ۱۹۱۴ء ص ۱۱۲: مرزا صاحب بلحاظ نبوت کے ایسے ہیں جیسے اور پیغمبر۔ اوران کا منکر کافر ہے۔

تشحیذ الاذہان ص ۱۴۰ ج ۶: جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا اور کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔

تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء: مرزا صاحب نے اس کو بھی کافر ٹھہرایا ہے جو سچا تو

جانتا ہے۔ مگر بیعت میں توقف کرتا ہے۔

الفضل قادیاں ۲۹ جون ۱۹۱۵ء: میرا مسیح موعود کو احمد نبی تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی ہی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم ہے اور کفر بعد کفر ہے۔

لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے **اٰخرین منھم** نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۳۱)

القول الفصل ص ۳۳: میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔

ان تمام عبارتوں سے صاف طریقہ سے معلوم ہوگیا کہ قادیانی مرزا جی کو ویسا ہی حقیقی نبی مانتے ہیں۔ جس طرح کہ حضور کے پہلے انبیاء گزرے۔ آخر یہ انہوں نے عقیدہ کہاں سے معلوم کیا؟ یہ تو یقینی امر ہے کہ اپنے طرف سے ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ مرزا جی کی کتابوں اور ان کے دلائل سے اخذ کیا ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا جی بھی اپنے آپ کو ایسا ہی جانتے تھے جیسا کہ ان کو ان کی جماعت تصور کرتی ہے۔ میں وہ عبارتیں پیش کرتا ہوں جس میں مرزا جی نے اپنی نبوت کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو عبارت ہم نے اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' سے نقل کی ہے اس کو دوبارہ پڑھیں۔ اس میں مرزا جی نے اپنے آپ کو صاف اور صریح الفاظ میں نبی اور رسول قرار دیا ہے۔ اور جس نے ان کی نبوت کو نہیں مانا، اسے جاہل اور بے خبر ٹھہرایا۔ اس اشتہار کو بجنسہٖ کتاب کے آخر میں نقل کر دیں گے اور مزید

وضاحت کے لئے اس کی شرح بھی۔ تا کہ طالب حق اچھی طرح مرزا جی کے طلسم کو سمجھ لے۔ علاوہ اس کے اور عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱)

قادیان کے متعلق لکھتے ہیں:

قادیان کو اس کی (طاعون) خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کی رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۴ : جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس دعویٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ (۱) خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے۔ اور (۲) نیز یہ بھی کہے خدائے تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور (۳) نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنائے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور (۴) ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔

مرزا جی نے مدعی نبوت کے لیے جو ضروری امور لکھے ہیں جن کے بغیر نبوت کا پایا جانا ممکن نہیں وہ سب مرزا جی کی نبوت میں موجود ہیں۔ (۱) مرزا جی ہستی خدا کے مقر بھی ہیں۔ (یعنی بزعم خود) (۲) مرزا جی نے یہ بھی کہا کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے۔ (۳) مرزا جی نے وہ وحی مخلوق کو سنائی بلکہ کتابوں، رسالوں، اخباروں میں طبع کرائی۔ چنانچہ براہین احمدیہ، حقیقۃ الوحی، الاستفتا، انجام آتھم، ازالہ اوہام، بشریٰ میں وہ وحیاں موجود ہیں۔ (۴) مرزا جی نے امت بھی بنائی اور بیعت نبوت بھی ان سے لی۔

(تحریک احمدیت ص ۸)

آخر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے اور

ایک جماعت تیار کرنے کا مجھے حکم دیا۔ یہ بیعت ایسی نہ تھی جیسے عام طور پر صوفیوں میں مروج ہے بلکہ اس کی غرض اسلام کی حفاظت اور اسلام کی تبلیغ تھی۔

اے صاحب صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ یہ بیعت ارشاد نہیں تھی بلکہ بیعت نبوت ورسالت تھی۔ وہ امت مرزا جی کو نبی بھی جانتی ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ اور وہ امت مرزا جی کی وحی کو جمع کر کے کتاب اللہ جانتی ہے بلکہ تبرکاً وتعبداً اس کے پڑھنے کا حکم دیتی ہے۔

''اس لیے اب کے سالانہ جلسہ میں پھر جناب میاں محمود صاحب خلیفہ قادیاں نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لیے ارشاد فرمایا کہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کریں۔ (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۱ جون ۱۹۳۴ء)

غرضیکہ نبی کے لیے جس قدر چاہیے تھا وہ سب مرزا جی کے لیے موجود ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کہا جائے کہ مرزا جی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا؟ لاہوری پارٹی غور کرے۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰: اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

اخبار البدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء: ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

یہ مرزا جی کی حیات کا آخری اعلان ہے کیونکہ اسی ۱۹۰۸ء ۲۶ مئی کو موت ہوئی۔

مکتوب مرزا ایڈیٹر اخبار عام لاہور۔ انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے میرا نام نبی رکھا۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے (نبوت) انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس (دعویٰ نبوت) پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔

یہ خط مرزا جی نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور ۳ دن کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال ہوا۔ معلوم ہوا کہ مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہے۔ خلاصہ یہ کہ تمام عمر نبی بنتے ہی گزر گیا مگر موت نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا نبی نہ تھے کیونکہ لاہور میں انتقال ہوا اور قادیان میں دفن۔ حالانکہ نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور کے دفن کے وقت حدیث پیش فرمائی اور سب صحابہ نے تسلیم کیا۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی ﷺ) اس طرح خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ مرزا ہرگز نبی نہیں ورنہ وہیں دفن ہو جاتا تھا۔

عقیدہ اسلام متعلقہ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النّبیین.** (پ۲۲ احزاب)

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور آخر نبی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: **من قال فی القران برأیه فلیتبوأ مقعده من النار۔** (مشکوٰۃ ص ۳۵) جو شخص قرآن کی تفسیر و معانی اپنی رائے سے بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ تفسیر قرآن کے وقت اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پر

فرض ہے کہ قرآن کی وہ تفسیر بیان کریں، جو تفاسیر محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہوں۔

یہ امر مسلّم ہے کہ قرآن شریف کی سمجھ جیسی حضور اکرم ﷺ کو عطا کی گئی کسی دوسرے کو نہ ملی، نہ مل سکتی ہے۔ حضور پر قرآن نازل ہوا اور حضور نے خوب سمجھا۔

اس لیے یہ قانون ہم کو مجبور کرتا ہے کہ **خاتم النّبیین** کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کے فرمودہ کے مطابق ہونا چاہیے۔ دیکھیے سرکار دو عالم افصح العرب والعجم **خاتم النّبیین** کے کیا معنی بیان فرماتے ہیں:

حدیث نمبر اول: محدث ابوداؤد وامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: **وانه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیّن لا نبی بعدی.** (مشکوٰۃ ص ۴۶۵) میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ جس میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ میں نبی اللہ ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں (جس کو نبوت دیجائیگی)

حدیث نمبر ۲: محدث ابن ماجہ حضرت امامہ باہلی سے باب فتنۃ الدجال میں ایک حدیث طویل روایت فرماتے ہیں۔ جس میں سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم** (ابن ماجہ صفحہ ۳۰۷) میں تمام نبیوں سے پیچھے ہوں۔ تم تمام امتوں سے پیچھے ہو۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

حدیث نمبر ۳: محدث ابن ابی حاتم تفسیر میں ابونعیم دلائل میں حضرت قتادہ سے وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے آیت **واذ اخذ الله میثاق النبیین** کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے: **کنت اول النبیّن فی الخلق واخر هم فی البعث** (خصائص کبریٰ ص ۳ ج ۱) میں پیدائش میں

سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب نبیوں سے پیچھے ہوں۔

حضور اکرم ﷺ خود اپنی زبان مبارک سے لفظ **خاتم** ادا فرماتے ہیں پھر لفظ آخر ارشاد فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور نے خاتم کے معنی آخر بتائے۔ پھر دوسرے طریقہ سے لفظ **لا نبی بعدی** سے خاتم کی تفسیر فرمائی جو آخریت کے ہی معنی کا مترادف ہے۔

غرض یہ کہ اس میں شک کی گنجائش نہیں رہی کہ خاتم آخر کے معنی میں ہے۔ آیت واحادیث میں یہی معنی مراد ہے حضور کی اس تفسیر نے تلاش کتب لغت سے بھی مستغنی کر دیا۔ اس لیے کہ سرکار دو عالم خود اہل زبان ہیں اور وہ جو بیان فرمادیں گے، دوسرے قول سے بہت معتبر ہوگا۔ لغت ہے کیا چیز؟ اہل زبان کے الفاظ کے معانی بیان کرنے سے لغت قاصر ہوسکتی ہے، اس کی تلاش ناقص ہوسکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ لفظ کے جس قدر معنی ہوں جامع اللغات سب کو محفوظ کرے۔ فرض کرو کہ کسی لفظ کے معنی جامع اللغات نے کچھ لکھے اہل زبان جو اپنی زبان سے خوب واقف ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معنی نہیں یہ معنی مراد ہیں تو اہل زبان کا قول تسلیم ہوگا **لا غیر**۔

حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک لفظ کے متعلق پوچھا کہ یہ کیونکر ہے؟ فرمایا کہ اسطرح ہے۔ پوچھنے والے نے کہا کیا دلیل ہے؟ نہایت غضب کے ساتھ فرمایا کہ ہم سے دلیل طلب کرتا ہے ہم اہل زبان ہیں جو ہم بتائیں گے وہ ہی صحیح ہوگا۔ ہمارا بتانا ہی دلیل ہے ہمیں دلیل کی ضرورت نہیں۔

جب سرکار دو عالم ﷺ لفظ **خاتم** کے معنی آخر بیان فرمارہے ہیں تو ہم کو کوئی حق حاصل نہیں کہ ہم کوئی حیلہ بہانہ کریں اور کہیں کہ لغت میں تو یہ معنی کہیں نہیں لکھے۔ بلکہ یہ بین یہ ہیں جو حضور نے فرمایا وہ ہی لغت ہے۔ ہاں اگر کوئی اور معنی بھی ہوں اور وہ اس طرح

لیے جائیں جس سے آخریت زمانہ کوکوئی ٹھیس نہ لگے تو مقبول ہوں گے، ورنہ مردود۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگوٹھی کے معنی بھی آتے ہیں، مہر کے معنی بھی ہوتے ہیں۔ اگر **خاتم** کے یہ معنی لیے جائیں اور آخریت زمانہ جو حضور ﷺ کی تفسیر ہے اس کے خلاف نہ ہوتو کوئی حرج نہ ہوگا ورنہ بیکار۔ تفصیل اس مضمون کی بحث نبوت میں ملاحظہ فرمائیں جو تقریباً کتاب کا حصہ چہارم میں آئے گی۔

دور کیوں جاتے ہو مرزا جی خود لفظ **خاتم** کو آخر کے معنی میں استعمال کرر ہے ہیں:

''جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵۷)

دیکھئے مرزا جی نے خاتم الاولاد کے معنی آخر الاولاد ہی مراد لیے جیسا کہ قرینہ سابقہ دلالت کرتا ہے۔

حدیث نمبر۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو انبیاء پر چھ فضائل سے فضیلت عطا فرمائی گئی۔ ان فضائل کو بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں: **وارسلت الی الخلق کافة.** میں تمام مخلوق کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا۔ **وَختم بی النبیّون** (مشکوٰۃ ص ۵۱۲) اور نبی میرے ساتھ ختم کر دیئے گئے۔

اس حدیث میں لفظ **خاتم** نہیں بلکہ **ختم** فعل مجہول ہے۔ جو خاتم کے معنی آخر کو متعین کر رہا ہے۔

حدیث نمبر۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری و مسلم روایت فرماتے ہیں کہ سرکار نے

ارشاد فرمایا: **مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سدوت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وَ انا خاتم النبیین.** (مشکوٰۃ ص ۵۱۱) میری مثل اور انبیاء کی مثل ایسی ہے جیسے کہ کسی نے محل بنوایا اور خوب بنوایا۔ ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ دیکھنے والے گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور خوبی بناسے تعجب کرتے ہیں مگر اس اینٹ کی جگہ خالی ہونے پر۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بند کردیا، عمارت میں نے کامل کردی، انبیاء و رسل کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوگیا۔

اس حدیث پاک نے لفظ **خاتم النبیّن** کی کیسی واضح تفسیر فرمائی اور تمثیل کے طور پر۔ تاکہ خوب سمجھ میں آجائے۔ اب جبکہ مکان نبوت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی وہ حضور ﷺ نے پُر فرمادی تو بتاؤ اب کسی روڑے کی ضرورت باقی رہی۔

حدیث نمبر۶: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے امام بخاری و مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی** (مشکوٰۃ ص ۵۶۳) اے علی کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر حضرت ہارون نبی تھے۔

امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے: **اما ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبوة بعدی.** میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی میرے بعد نبوت نہیں اور تم نبی نہیں ہوسکتے۔

حدیث نمبر۷: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے محدث ترمذی روایت فرماتے ہیں کہ سید

عالم ﷺ نے فرمایا : **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی**، نبوت ورسالت منقطع ہوچکی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے، نہ کوئی رسول۔

دیکھئے کس صریح الفاظ سے حضور نے انقطاع نبوت کا حکم سنایا۔ کہاں ہیں مرزا محمود جو اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر اس لفظ **انقطاع** کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح مرزاجی کے اجرا کو اس نے منقطع کردیا۔

حدیث نمبر۸: محدث ابن ماجہ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: **ذهبت النبوة وبقيت المبشرات** نبوت ختم ہوگئی، باقی نہیں رہی۔ صرف مبشرات (رویائے صالحہ) رہ گئے۔

یہ چند احادیث ختم نبوت کے بارے میں ذکر کی گئی ہیں جو صاف صراحۃً انقطاع نبوت، ختم رسالت پر دلالت کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ خاتم کے معنی آخر ہے اور ایسے آخر کہ تمام فردوں کو شامل اور جو خارج وہ بالکل خارج۔ اگر زیادت تفصیل منظور ہو تو اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ **جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة** مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ و حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے انہیں ارشادات جمیلہ کے مطابق اسلام کا یہ عقیدہ ہوگیا کہ حضور اکرم ﷺ باعتبار زمانہ کے آخری نبی ہیں اور اس عقیدہ کو اپنی اپنی مصنفات میں تیرہ سو برس (۱۳۰۰) تک تمام علمائے امت تحریر فرماتے آئے۔

شرح فقہ اکبر ملا علی ص ۶۹ میں ہے: **اولهم ادم واخرهم محمد** ﷺ.

شرح عقائد نسفی ص ۹۹ میں ہے: **واول الانبياء ادم واخرهم محمد** ﷺ.

مسایرہ مسامرہ ص ۲۶ میں ہے: **وانه ارسل رسلا اولهم ادم واكرمهم عليه خاتمهم محمد ﷺ الذی لا نبی بعده.**

تینوں عبارتیں صاف کہہ رہی ہیں کہ سب سے اول انبیاء میں حضرت آدم ہیں اور سب سے آخر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تکمیل الایمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۸۰ میں ہے:

اول پیغمبران ادم علیہ السلام واخر ایشاں محمد رسول الله ﷺ بقولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین **چوں مقصود از بعث آنحضرت ﷺ اكمال دین وتتمیم مكارم اخلاق بود بعد از حصول این مقصود بروجه اتم واكمل بعد ازوی احتیاج به پیغمبر دیگر نباشد وباوجود علماء وخلفائے او كه حاملان دین وحافظان ملت متین احد كفائت بود.** سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب انبیاء سے پیچھے حضور اکرم ﷺ ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ **ولکن رسول الله وخاتم النبیین.** حضرت محقق دوسری وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ حضور کو دنیا میں بھیجنے کا مقصود یہ تھا کہ دین کامل ہو جائے، مکارم اخلاق پورے ہو جائیں۔ چنانچہ یہ حکمت پوری ہو چکی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: **الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی.** حضور ﷺ فرماتے ہیں: **بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** تو اب اس کے بعد دوسرے نبی کی حاجت نہیں اور حضور کی امت میں علماء وخلفاء پیدا ہوتے رہیں گے اور وہ حاملان دین اور محافظان ملت ہوں گے۔ اس لیے کسی نبی جدید کی احتیاج نہیں۔

حضرت محقق نے تو بات صاف ہی فرما دی کہ تکمیل دین ہو چکی لہٰذا نبوت جدیدہ کی اب ضرورت نہیں۔ پس مرزا جی کا اپنے لیے یہ کہنا کہ: ''آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی نے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔ جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا۔'' (کشتی نوح ص ۱۳) بالکل غلط اور محض بیکار ہے۔ تکمیل تو ہو چکی اب تکمیل کیسی۔

مسئلہ ختم نبوت کی تشکیل و تصویر جن الفاظ میں کی گئی اس کو آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ جس کا خلاصہ صرف ان الفاظ میں ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے حضور سب سے آخر نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہ کی جائے گی۔

اب جو شخص اپنے لیے یا دوسرے کے لیے دعویٰ نبوت کرے۔ اس کے احکام بھی سن لیجئے:

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۰۲ : **دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع.** حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنا اسلام کے اجماعی قانون کے مطابق کفر ہے۔

شفا شریف علامہ قاضی عیاض ختم کتاب صفحہ شرح قاری ص ۵۱۸ میں ہے :

وکذالک من ادعی نبوة احد مع نبیّنا علیْہ الصّلوة والسلام او بعده کالعیسویة من الیهود القائلین بتخصیص رسالة الی العرب وکالخرمیة القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الرافضة القائلین بمشارکة علی فی الرسالة للنبی ﷺ وبعده او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفة وغلاة المتصوفة وکذالک من ادعی منهم انّهٗ یوحی الیه وان لم یدع النبوة. اور اسی طرح کافر ہے جو شخص حضور ﷺ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے یا حضور ﷺ کے بعد یا جو اپنے نفس کے لیے مدعی

نبوت ہو یا نبوت کا اکتساب سے حاصل ہونا جائز سمجھے کہ جب مجاہدات وتقویٰ سے صفائی قلب ہو جائے، نبوت مل جاتی ہے یا جو دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی آتی ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو۔

پھر ان سب کے احکام بیان فرماتے ہیں:

فھولاء الطوائف السبع کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبر انہ خاتم النبیّن لا نبی بعدہ و اخبر عن اللّٰہ تعالیٰ انہ خاتم النبییّن. ملتقطا

یہ سب کافر ہیں۔ حضور ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے تو یہ خبر دی ہے کہ میں آخر نبی ہوں، میرے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

معتقد المنتقد شریف ناقلا عن المعتمد ص۱۰۹: ولکن لما اخبر اللّٰہ تعالیٰ عن شئ ان یکون کذا او لایکون کذا لایکون الا کما اخبرہ اللّٰہ تعالیٰ وھو اخبر انہ لایکون بعدہ نبی اٰخر و ھذہ المسئلۃ لاینکرھا الا من لایعتقد نبوتہ لانہ ان کان مصدقًا نبوتہ اعتقدہ صادقا فی کل ما اخبر بہ اذ الحجج التی ثبت بھا بطریق التواتر نبوتہ ثبت بھا ایضا انہ اٰخر الانبیاء فی زمانہ وبعدہ الی القیامۃ لایکون نبی فمن شک فیہ یکون شاکاً فیھا ایضا وایضا من یقول انہ کان نبی بعدہ اویکون او موجود و کذا من قال یمکن ان یکون فھو کافر.

جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے متعلق خبر دے کہ ایسا ہوگا یا ایسا نہ ہوگا تو ویسا ہی ہوگا جیسا کہ خبر دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس کا انکار وہی کرے گا جو حضور کی نبوت کی تصدیق نہیں کرتا۔ اس لیے کہ وہ

اگر مصدق ہے تو حضور ﷺ کو ہر خبر میں سچا جانے گا۔اس لیے کہ وہ دلیلیں جن سے بطریق تواتر حضور کی نبوت ثابت ہے۔انہیں سے یہ ثابت ہے کہ حضور کے بعد دروازہ نبوت کا بند ہے۔پس جس کو اس میں شک ہو یعنی ختم نبوت میں وہ اصل میں حضور کی ہی نبوت میں شک کر رہا ہے۔اور جو شخص یہ کہے کہ حضور کے بعد نبی ہے یا ہوگا یا موجود ہے یا ممکن ہے کہ ہو یہ سب کافر ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۸۹ : **فمن رحمة الله تعالیٰ بالعباد ارسال محمد ﷺ الیهم ثم من تشریفه له ختم الانبیاء والمرسلین به واکمال الدین الحنیف له وقد اخبر الله تبارک و تعالیٰ فی کتابه و رسوله ﷺ فی السنة المتواتر عنه انه لا نبی بعدی لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب افاک دجال ضال مضل.**

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے بندوں پر کہ ان کی طرف حضور ﷺ کو بھیجا۔پھر شرافت یہ عطا فرمائی کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ ان پر ختم فرمادیا۔دین کو کامل کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں،حضور نے حدیث میں یہ خبر دی کہ آپ کے بعد نبی نہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ کے بعد جو اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے،فریبی ہے،دجال ہے،گمراہ اور گمراہ کن ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۶۳ : **اذا لم یعرف الرجل ان محمدا اخر الانبیاء فلیس بمسلم.**

الاشباہ والنظائر ص ۲۱۶ : **اذا لم یعرف ان محمدا ﷺ اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات.** جو شخص حضور کے آخر نبی ہونے کا معترف نہ ہو

وہ مسلمان نہیں۔ اس لیے کہ مسئلۂ ختم نبوت اس معنی کے اعتبار سے ضروریات دین سے ہے۔ اور ضروریات دین میں سے ایک چیز کا انکار بھی مسلمان نہیں رہنے دیتا۔

بلکہ مرزاجی نے خود کسی وقت میں اس کا اقرار کیا ہے کہ حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ ملاحظہ ہو:

حمامۃ البشریٰ ص ۷۹ معہ النبوۃ ص ۵۹: اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعاء نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر ملوں۔

انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷: کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت کے بعد رسول و نبی ہوں؟

مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۴: ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء: میں سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

کیوں حضرات!

یہ معمہ کیسے حل ہو کہ ایک طرف تو مرزاجی دعویٰ نبوت کریں۔ دوسری طرف مدعی نبوت کو کافر جانیں۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ جھوٹ، یہ جھوٹ ہے تو وہ سچ۔ مگر ہماری سمجھ میں اس کا حل یوں آتا ہے کہ مرزاجی نے کیا تو نبوت کا دعویٰ مگر مسلمانوں کے فتاویٰ سے ڈرتے ہوئے کہیں کہیں یہ بھی لکھ دیا کہ میں ایسے شخص کو کافر جانتا ہوں۔ تو مولوی اگر بدظن ہو جائیں گے، ہو جائیں عوام تو ان اقوال کو دیکھ کر قبضہ میں رہیں گے۔

یا یہ کہ جب کافر جانتے تھے اس وقت نبوت کا دعویٰ نہ کیا اور جب نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کفر نہ رہا۔ خیر کچھ بھی ہو قانون شریعت کے مطابق مرزا جی اقبالی مجرم ہیں کہ جرم کیا اور اقبال بھی کر لیا۔ خود مدعی نبوت کو کافر کہنا اور دعویٰ نبوت کر کے پہلے حکم کے مطابق اپنے ہاتھ سے اپنے کفر پر دستخط کر دیئے۔

مرزائی طبقہ خواہ لاہوری ہو یا قادیانی

ان کے لیے تو یہ متضاد عبارتیں بڑی مشکل پیش کر دیتی ہیں اور بعض اوقات جب نہایت ذلیل و رسوا ہوتے ہیں تو ذلت و رسوائی کو دور کرنے کے لیے نبوت کی قسمیں شروع کر دیتے ہیں کہ مرزا جی نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس قسم کا دعویٰ کفر ہے۔ اس قسم کا کفر نہیں۔

کبھی تو کہتے ہیں نبوت تشریعی کا دعویٰ کفر ہے اور غیر تشریعی کا دعویٰ کرنا کفر نہیں۔ کبھی کہتے ہیں مرزا جی بروزی ظلی نبی تھے، نہ اصلی۔ مجازی تھے، نہ حقیقی۔ لغوی تھے، نہ اصطلاحی۔ کسبی تھے، نہ وہبی۔ ناقص تھے، نہ کامل، جزئی تھے، نہ کلی۔ فنائی تھے، نہ بقائی۔ غرضیکہ ہزاروں حیلے بہانے کرتے ہیں مگر سب بیکار۔ اس لیے کہ نبوت کی تشریعی قسم کے سوا اور کوئی قسم نہیں۔ یہ سب الفاظ ہیں جن کے نیچے کوئی معنی نہیں۔ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں۔ کیا کوئی قرآن کی آیت یا کوئی حدیث ایسی ہے جس میں نبوت کی اس قدر قسمیں بتائی گئی ہوں؟ ہرگز نہیں۔

بالفرض اگر قسمیں بھی ہوں تو قرآن کریم کا عام طور پر فرمانا کہ سرکار دو عالم ﷺ تمام نبیوں کے آخر ہیں۔ احادیث کا کھلے لفظوں میں فرمانا کہ حضور ﷺ کی ذات کریمہ پر نبوت ختم ہوگئی، نبوت منقطع ہوگئی (دیکھو گزری ہوئیں حدیثیں) اس امر پر دلالت کرتا ہے

کہ ہر قسم کی نبوت بند ہوگئی۔ نہ ظلی رہی، نہ مجازی، ہندی رہی، نہ حجازی۔ ختم نبوت میں کسی قسم کی نبوت کا استثناء ہی نہیں۔ لطف یہ کہ مرزا جی خود ایک جگہ یہی لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ موجودہ خلیفہ قادیان نے بھی حقیقۃ النبوۃ میں اس کا اقرار کیا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص۲۰ مسلکہ ضمیمہ النبوۃ)

یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے: **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** .الایۃ محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا رحیم وکریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہماری نبی ﷺ نے بطور تفسیر آیۂ مذکورہ فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے۔

حمامۃ البشریٰ ص۴۹: اور اللہ تعالیٰ کے اس قول **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** میں بھی ارشاد ہے: پس اگر ہمارے رسول ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی۔ تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کی واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لیے ہرگز نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط۔

مرزا جی ان عبارتوں میں تصریح کر رہے ہیں کہ حضور کے بعد ہر قسم کی نبوت ظلی، مجازی وغیرہ سب بند ہیں اور بلا استثناء حضور خاتم النبیین ہیں۔

پس لاہوری پارٹی کا یہ کہنا کہ مرزا جی ظلی وغیرہ نبی ہیں، بالکل غلط۔ قادیانیوں کا کہنا کہ مرزا جی نبوت غیر تشریعی کے مدعی ہیں، نہ تشریعی کے محض بیکار۔

علاوہ اس کے مرزا جی نے نبوت تشریعی کا دعویٰ کیا۔ (دیکھو اربعین مصنفہ مرزا جی)

اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری۔ اول

تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے اس افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم** یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس (۲۳) برس کی مدت بھی گزر گئی۔ اور ایسا ہی میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ**۔ (ص۶،۷)

خلاصہ اس عبارت کا صرف یہ ہے کہ مرزا جی کہتے ہیں کہ شریعت اس کو کہتے ہیں جس میں امرو نہی ہو میری وحی میں امرو نہی ہے لہٰذا میں صاحب شریعت ہوں۔

اب آپ دیکھیں کہ مرزا جی نے کس طرح نبوت تشریعی کا دعویٰ کیا۔ اسلام میں حضور کے بعد دونوں قسم کی نبوتیں مسدود ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: **واما نبوۃ التشریع والرسالۃ فمنقطعۃ وفی نبینا ﷺ قد انقطعت فلا نبی بعدہ مشرعًا او مشرعًا لہ.**

اس قول کی شرح میں دو بزرگوں کے قول نقل کرتا ہوں۔

عارف جامی شرح فصوص الحکم (۲۷۹،۲۸۰): **فلا نبی بعدہ مشرعًا ای اٰتیا بالاحکام الشرعیۃ من غیرمتابعۃ لنبی اخر فیہ کموسٰی وعیسٰی و**

محمد عليهم الصلوة والسلام **او مشرعًا اى متبعا لما شرعه النبى المتقدم كانبياء بنى اسرائيل.**

علامہ محمود قیصری شرح فصوص الحکم ص۲۴۳۔۲۴۴: **مشرعًا على صيغة اسم الفاعل كموسى وعيسى و محمد** عليهم الصلوٰة والسلام **او نبيا مشرعا اى داخلا فى شريعة متشرع كانبياء بنى اسرائيل.**

تینوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نہ نبوت تشریعی جاری، نہ نبوت غیر تشریعی، نہ کوئی نبی مستقل ہوگا کہ شریعت لے کر آوے، نہ نبی جدید گویا شریعت۔

فتوحات مکیہ شریف صفحہ ۷۶ ج ۲: **اسم النبى زال بعد رسول الله** ﷺ۔ حضور ﷺ کے بعد نبی کا لفظ ہی کسی پر اطلاق کرنا جائز نہیں۔

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **فما بقى للاولياء بعد ارتفاع النبوة الا التعريفات وانسدت ابواب الاوامر الالٰهيه والنواهى فمن ادعاها بعد محمد** ﷺ **فهو مدع شريعة اوحى بها اليه سواء وافق بها شرعنا اوخالف.**

فتوحات مکیہ (ص ۵۱ ج ۳)

نبوت مرتفع ہوچکی، امر و نہی کا دروازہ بند ہوگیا۔ جو حضور کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ میری وحی میں امر بھی ہے، نبی بھی ہے، وہ مدعی شریعت ہے، خواہ وہ وحی ہمارے شریعت کے مخالف ہو یا موافق۔

مرزا جی کی عبارت اربعین پڑھنے کے بعد یہ عبارت پڑھیں اور غور کریں کہ مرزا جی نے کس قدر شریعت کے خلاف کیا ہے۔

حضرت امام شعرانی اس عبارت کے ساتھ اس قدر اور اضافہ فرماتے ہیں: **فان كان مكلفا**

ضربنا عنقه و الاضربنا عنه صفحا. (الیواقیت ص۳۴ ج ۲)

صاحب شریعت ہونے کا مدعی (جیسے مرزا جی ہیں) اپنی وحی میں امر و نہی بتانے والا (جیسے مرزا جی نے کہا) اگر عاقل ہے تو ارتداداً اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر کوئی پاگل مراقی سودائی ایسی باتیں کرے گا تو مجنون سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔

پس مرزا جی کا نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا مدعی ہونا دونوں خلاف اسلام اور مرزا جی ہی کے فتویٰ کے مطابق کفر۔

بعض لوگ اس قسم کی عبارتیں پیش کریں گے کہ مرزا جی نبوت تشریعی کے مدعی نہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں۔

''میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول و نبی ہوں مگر بغیر جدید شریعت کے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

اور میرا یہ قول کہ **من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب** اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

اس قسم کی اور بھی عبارتیں ہیں جن سے انکار نبوت تشریعی ہوتا ہے مگر یہ عبارتیں پیش کرنا بالکل بیکار ہیں اور مرزا جی کے دھرم کو اور بھی کھوتی ہیں۔ صاحب عقل ان متضاد عبارتوں کو دیکھے گا اور تطابق کی کوئی صورت نہ پائے گا تو یقیناً اس کے متعلق وہی فتویٰ دے گا جو مرزا جی نے دیا ہے۔

ست بچن ص ۳۱: ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے

طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۸۴)

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۱۱۱: جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

مرزائی حضرات کو یہ بھی نہیں معلوم کہ مسلمان کیونکر کافر ہو جاتا ہے۔ یہی صورت تو ہے کہ ایک شخص عمر بھر مومن رہے تمام ایمانیات کی تصدیق کرے مگر کسی وقت ایک کلمہ کفر کا زبان سے نکل گیا۔ اگر کوئی شخص تیس پینتیس برس اظہار ایمان کرے پھر ایک کفر کیا مگر اس سے توبہ تجدید اسلام نہ کی۔ پھر تیس پینتیس برس اظہار ایمان کرتا رہا تو اس کو اس اظہار ایمان واقرار سے کوئی فائدہ نہ پہونچے گا جب تک خصوصیت سے اس کلمہ کفر سے توبہ نہ کرے۔ ایک شخص ہے کہ مدتوں کہتا رہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی ہے ایک وقت میں تین طلاقیں اس نے دیدیں اور ثابت ہوگئیں۔ پھر کہتا رہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے تو کیا اس انکار طلاق سے طلاق مرتفع ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسا شخص کاذب شمار کیا جائے گا۔

اسی طرح مرزاجی نے ہزار مرتبہ انکار کیا کہ مدعی شریعت ونبوت نہیں مگر ایک دفعہ یہ کہہ دیا کہ میں نبی ہوں، صاحب شریعت ہوں۔ تو اپنے ہی قول سے ان پر کفر عائد ہوگیا۔ انکار نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ ہاں مرزا صاحب اگر یہ کہہ دیتے کہ اربعین میں میں نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس سے میں توبہ کرتا ہوں تو البتہ ان کے سر سے الزام ہٹ جاتا۔ **واذ لیس فلیس**. اور اگر یہ کہا جائے کہ مرزاجی نے اربعین میں دعویٰ شریعت نہیں کیا ہے تو یہ آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ کیونکہ مولوی محمد علی لاہوری خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرزاجی نے دعویٰ وحی شریعت کیا ہے۔ (النبوۃ فی الاسلام ص۳۱۴)

یہ تو تشریعی غیر تشریعی کے متعلق گفتگو تھی۔ رہ گیا ظل و بروزت وغیرہ۔ اور اس کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں کہ ظل و بروز اصل سے ناقص، جزو کل سے ناقص، کسبی وہبی سے ناقص، ناقص تو کامل سے ناقص ہی ہے۔

تو خلاصہ ان سب کا یہ ہوا کہ جزوی نبی ہوں، بروزی ظلی نبی ہوں، ناقص نبی ہوں، کسبی نبی ہوں، یعنی میری نبوت کاملہ تامہ نہیں بلکہ ناقصہ ہے۔

قادیان کا ناقص نبی

توضیح مرام ص ۹، ۱۰: اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ گو اس کی نبوت تامہ نہیں۔

وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ (ازالہ اوہام ص ۵۳۲)

اب دیکھنا یہ ہے کہ ناقص نبوت بھی کوئی چیز ہے۔ نبی بھی ناقص ہوا کرتا ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ نبوت کو ناقص کہنا نبوت کی ہتک کرنا ہے۔ خدا کی طرف سے جس کو نبوت ملتی ہے وہ ایک ہی ہے۔ کامل، حقیقی، اصلی، تام، غیر کسبی۔ تمام انبیاء و رسل نفس نبوت و رسالت میں برابر ہیں۔ نبوت کوئی کلی مشکک نہیں کہ کسی میں زیادہ اور کسی میں کم پائی جائے۔ **لانفرق بین احد من رسله.**

روح البیان ص ۳۹۴ ج ۲: **واعلم ان الانبیاء کلهم متساوون فی النبوة لان النبوة شیٔ واحد لا تفاضل فیها.** یقین رکھو کہ تمام انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں کسی میں بحیثیت نبوت کی زیادتی نہیں۔

رسالہ ابطال قاسمیہ ص ۲۰: **الوجه الاول ان الانبیاء کلهم متساوون فی**

نفس النبوة عند السلف والخلف لان النبوة فی الشرع هی الوحی من عند الله تعالیٰ حقیقة بالاحکام الشرعیة فاذا کان الامر کذالک کان الانبیاء کلهم متساوون فی نفس النبوة. یقین رکھو کہ تمام انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں۔ کسی میں بحیثیت نبوت کمی زیادتی نہیں۔ نبوت شریعت میں صرف اس کا نام ہے کہ خدا کی جانب سے احکام شرعیہ کی وحی آنا۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں۔

شفائے قاضی عیاض وشرح للقاری ص ۴۸۱ ج ۱: **والوجه الرابع منع التفضیل فی حق النبوة والرسالة ای باعتبار اصلهما وحقیقة ما هیتهما فان الانبیاء فیها علی حد واحد اذ هی ای مادة النبوة والرسالة شیٔ واحد لا تفاضل فیها فلا یقال نبوة ادم افضل من نبوة غیره.**

حق نبوت ورسالت میں کوئی کمی زیادتی نہیں یعنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے تمام انبیاء نفس نبوت میں ایک حد پر ہیں، اس میں کمی زیادتی نہیں۔ نہیں کہہ سکتے کہ نبوت آدم علیہ السلام غیر کی نبوت سے کامل ہے۔

رسالہ ابطال قاسمیہ ص ۲۰: **قال الزرقانی واما النبوة لا تفاضل فیها قال الشیخ السنوسی فی شرح عقائده ویدل علیه منع ان یقال لفلان النصیب الاقل من النبوة والفلان النصیب الاوفر منها ونحوه من العبارات التی تقتضی ان النبوة مقولة بالتشکیک.**

علامہ زرقانی فرماتے ہیں: نفس نبوت میں کوئی کمی زیادتی نہیں۔ علامہ سنوسی فرماتے ہیں کہ ممنوع ہے یہ کہ کہا جائے کہ فلاں کی نبوت تام ہے اور فلاں کی ناقص۔ اور اسی قسم کے الفاظ جیسے مجازی، کسبی، ظلی، بروزی، لغوی وغیرہ سے، جن سے معلوم ہو کہ نبوت کلی

متشکک ہے جس میں کمی زیادتی کا شبہ ہو۔

علامہ سنوسی کے ان اخیر جملوں نے تو مرزائی تقسیم کو بالکل ملیامیٹ کر دیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سنوسی لکھتے وقت ان تمام مرزائی لٹریچر کو دیکھ رہے تھے اور رد فرما رہے تھے۔ **فسبحٰن القادر الحکیم.**

قوانین شرع کی تصریحات نے بتا دیا کہ نبوت ناقصہ کوئی چیز نہیں بلکہ نبوت صرف ایک ہے۔ نبوت تامہ کاملہ حقیقیہ وھبیہ اصلیہ تو ظل و بروز مجاز وغیرہ اپنے نقصان کی وجہ سے نبوت کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ لہٰذا یہ سب قسمیں بالکل بیکار و محض فضول۔

اب ناقص نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ کامل تام نبی تو وہ ہے جس کو خدا نبی بنائے اور ناقص وہ جو خود بخود نبی بن جائے تو مرزا جی ناقص نبی ہیں یعنی خدا نے نہیں بنایا بلکہ قادیان کی بھٹی میں الٹ پھیر کرتے ہوئے خود نبی بن گئے تو ایسی نبوت ناقصہ خانہ سازکی اسلام کو ضرورت نہیں۔

ظل و بروز کی بحث تفصیلاً حلول و تناسخ میں ذکر کی جائے گی۔ کسبی وھبی کی بحث بیان اکتساب میں آوے گی۔ جزئی، لغوی، مجازی، فنائی نبوت کو غور سے سنیے۔

جز وکل

ازالہ اوہام ص ۵۷۵: کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جز، کل میں داخل ہوتی ہے۔

توضیح مرام ص ۹: گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہوتا ہے۔ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔

مولوی محمد علی ایم۔اے۔لاہوری ان جملوں کی یوں تفسیر کرتے ہیں۔ گویا فنافی

الرسول کا مقام در حقیقت یہ ہی ہے کہ متبع ایک جز ہوتا ہے اور متبوع کُل۔ اور وہ جز اس کُل میں داخل۔ جز کُل میں داخل ہو سکتا ہے، مگر کُل، کُل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جو نبوت بذریعہ اتباع اور فنافی الرسول حاصل ہوگی وہ بھی ایک جزئی نبوت ہوگی۔

خدا جانے ایم۔اے صاحب نے کونسی کلاس میں یہ فلسفہ پڑھا ہے کہ نبوت بھی جزو کُل ہوتی ہے۔ کیا ساری منطق کے کلیات و جزئیات نبوت ہی کے لیے حاصل کئے تھے۔ افسوس ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

خلاصہ یہ کہ حضور کی نبوت کُل ہے اور مرزا جی کی نبوت جز۔ اور یہ جز کُل میں داخل ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کُل نام ہے مجموع اجزاء کا۔ تو جب تک تمام اجزاء نہ پائے جائینگے کُل کا وجود متصور نہیں ہو سکتا تو حضور کی نبوت کُل ہو کر نہ پائی جائیگی جب تک اس کے تمام اجزاء نہ پائے جائیں اور ایک جز نبوت کا تیرہ سو برس کے بعد قادیاں میں پیدا ہو تو تیرہ سو برس تک حضور کی نبوت ناقص رہی۔ جب مرزا پیدا ہوئے تو حضور کی نبوت کامل ہوئی۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ.**

علاوہ بریں ہم بتا چکے ہیں کہ نبوت کلی متواطی ہے جس میں زیادتی و کمی کا احتمال نہیں۔

لغوی نبی

ایک غلطی کا ازالہ معہ النبوہ: یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق ہوں گے نبی کا لفظ بھی صادق ہوگا۔

مکتوب بنام اخبار عام لاہور معہ النبوۃ: سو میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی

اورعبرانی زبان میں نبی کے معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشن گوئی کرنے والا۔

مولوی محمد علی ایم۔اے لکھتے ہیں: حضرت مسیح موعود نے درحقیقت اس امر کے اظہار کے لیے کہ نبی سے وہ مراد نہیں جو قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے بلکہ صرف لفظ کے اشتقاق کی رو سے اس کا استعمال دوسری جگہ پر بھی ہوسکتا ہے، اس لفظ کے لغوی معنی پر بار بار زور دیا ہے۔ (النبوۃ ص ۲۷۹)

خلاصہ یہ ہوا کہ مرزاجی اوران کے مرید کے نزدیک نبی کے معنی لغت میں ہیں: خدا سے وحی والہام پاکر پیشگوئی کرنے والا، غیب کی خبر دینے والا۔ اور چونکہ میں ایسا کرتا ہوں، لہٰذا میں لغوی نبی ہوں۔

بالکل غلط سرتاپا جہالت۔ کتب لغت وادب سے بالکل بے خبری۔ مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا۔

لغت کے اعتبار سے لفظ نبی کی تحقیق

نبی اسم فاعل کا صیغہ ہے فعیل کے وزن پر اس کا مصدر ناقص واوی نبوٌ ہے یا مہموز اللام نبأ ۔نبوٌ کے معنی رفعت وشرف تو نبی کے معنی رفیع وشریف۔

صراح باب الواؤ فصل النون میں ہے: **نبی پیغامبر وساغ ان یکون منه غیر مهموز وهو فعیل بمعنی مفعول ای انه شرف علی الخلق کله.**

نبؤ کے معنی آگاہی وخبر۔ اسی سے مشتق ہے: **نبأ و نبّأ وأنبأ** "**أخبر**" کے معنی میں صراح باب الہمزۃ فصل النون میں ہے: **نبأ** آگاہی وخبر **ويقال منه نبأ و نبأ وأنبأ بمعنی ای أخبر ومنه اخذ البنی بترک الهمزة.**

ثابت ہوا کہ لغت میں نبی کے معنی دوسرے اشتقاق کے اعتبار سے مطلق خبر

دینے والا۔ لغوی اعتبار سے اگر کوئی کسی کے آنے کی خبر دے نبی کہلائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی نے نہ تو قرآن پڑھا، نہ حدیث، ایسی ہی ایم۔ اے صاحب نے۔ دیکھو قرآن میں موجود ہے۔ **ان جاء کم فاسق بنبإ فتبینوا** لفظ نبأ کے معنی مطلق خبر اسنادات حدیث میں انباء نبا، موجود ہے، جس کے معنی مطلق خبر کے ہیں۔

غرضیکہ لغت میں نبا، نبی کے معنی صرف خبر یا خبر دینے والا۔ اس لغوی معنی میں خدا سے الہام وحی پاکر خبر دینا یا دینے والا کی کوئی قید نہیں۔ اگر تمام مرزائی **اجمعوا شرکاء کم** ہوکر لغت کے اعتبار سے یہ معنی دکھادیں تو ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

نبی کے اصطلاحی معنی

لغت میں تو نبی کے معنی صرف خبر دینے والا ہوئے۔ اصطلاح شریعت میں جب یہ لفظ استعمال ہوگا تو کیا معنی ہوں گے؟

شرح فقہ اکبر ص ۷۳: **والنبی من اوحی الیه اعم من ان یومر بالتبلیغ اولا.** نبی اصطلاح شریعت میں اسے کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے وحی پاکر خبر دے، تبلیغ کا حکم ہو یا نہ ہو۔

مسایرہ علامہ ابن ہمام ص ۱۹۸: **ان النبی انسان بعثه الله لتبلیغ ما اوحی الیه.** نبی وہ انسان ہے جو وحی کی تبلیغ کے لیے مبعوث ہوا۔

معتقد المنتقد شریف ص ۸۹: **ونقل افلاقانی عن العز بن عبد السلام بان النبوة هی الایحاء وقال السنوسی فی شرح الجزائریة فمرجع النبوة عند اهل الحق الی اصطفاء الله تعالٰی عبدا من عباده بالوحی الیه فالنبوة**

اختصاص بسماع وحی من اللہ بواسطۃ الملک او دونہ.

علامہ لاقانی نے امام ابن عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ نبوۃ اصطلاح میں وحی کا پانا ہے۔ علامہ سنوسی فرماتے ہیں! نبوت اہل حق کے نزدیک صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے لیے اپنے بندوں سے کسی بندے کو چن لے۔ وہ وحی فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ۔

نبوت کے اصطلاحی معنی ہوئے کہ خدا کے جانب سے وحی والہام پا کر خبر دینے والا۔ دونوں معنی آپ کے پیش نظر ہیں۔ اب آپ غور فرمالیں کہ مرزا جی کا یہ کہنا کہ نبی کے معنی لغت میں ہیں خدا سے وحی والہام پا کر غیب کی خبر دینے والا، اس لیے میں نبی ہوں۔ یہ اصطلاحی شرعی معنی ہیں یا لغوی معنی؟ پس مرزا جی یقیناً شرعی اصطلاحی نبوت کے مدعی ہیں، نہ لغوی کے۔ اور اگر مطلق خبر ہی کے معنی مرزا جی کے مقصود میں ہوتا تو مرزا جی اپنا نام کاہن یا نجومی یا رمال یا جوتشی رکھ لیتے۔ مگر ایسا نہ کیا معلوم ہوا کہ حقیقی نبوت کا ادعا ہے، جو کفر ہے۔ پس لغوی لغوی کہہ کر شور مچانا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہے۔

مجازی نبی

ازالہ اوہام ص ۳۴۹: چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی ہے۔

الاستفتاء ص ۶۴: اور میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا۔ مجاز کے طریق پر نہ **علی وجہ الحقیقۃ۔**

حاشیہ نزول المسیح ص ۵: اور مستعار طور پر رسول و نبی کہا گیا۔

لفظ کا معنی موضوع لہٗ میں استعمال حقیقت کہلاتا اور غیر موضوع لہٗ بشرط عدم شہرت مجاز کہلاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ نبی کے معنی حقیقی جو شریعت کے رو سے ہیں وہ کیا ہیں؟

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ نبی کے حقیقی شرعی معنی یہ ہیں کہ خدا سے وحی والہام پا کر پیشگوئی کرنے والا۔ (دیکھو عبارت معتقد المنتقد وغیرہ)

مرزاجی بھی یہی کہتے ہیں کہ میرے نبی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے وحی والہام پا کر پیشگوئی کرنے والا۔ تو مرزاجی حقیقی معنی کے اعتبار سے مدعی ہوئے، نہ مجازی اعتبار سے۔ لہٰذا مرزاجی کا اپنے آپ کو دعویٰ حقیقت کرتے ہوئے مجازی کہنا صریح کذب ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔

پھر اگر مجازی قسم کی نبوت ہوئی تو قرآن وحدیث میں ضرور ذکر ہوتا حالانکہ نہیں۔ اور اگر ہوتی بھی تو قرآن وحدیث کا عموم اس دروازہ کو بھی بند کر رہا ہے، نہ کوئی حقیقی ہوگا، نہ مجازی۔

علاوہ بریں مرزاجی نے جو نبوت کا دعویٰ کیا وہ اپنی وحی کی بنا پر اور جو وحی آئی وہ یہ ہے:

۱...... **یٰسین انک لمن المرسلین.**

۲...... **محمد رسول اللہ.**

۳...... **ھو الذی ارسل رسولہٗ.**

۴...... **لاغلبن انا و رسلی.**

۵...... **انی لا یخاف لدی المرسلون.**

غرضیکہ جس قدر آیتیں انبیاء ورسل کے لیے ہیں وہ سب اپنے اوپر مرزاجی نے چسپاں کیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ان آیتوں میں حقیقی نبوت مراد ہے یا مجازی۔ اگر مجازی مراد ہے تو معاذ اللہ سب انبیاء مجازی ہوئے اور اگر حقیقی مراد ہے تو مرزاجی اپنے لیے کیونکر مجازی ٹھہرا سکتے ہیں جب کہ کوئی قرینہ مجاز کا نہیں۔

امتی نبی

مرزا جی نے نبی بننے کے لیے ایک اور بہانہ تراشا ہے کہ میں ایسا نبی ہوں جو امتی ہے اور جو نبی تھے وہ امتی نہ تھے۔ لہٰذا حضور کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو امتی نہ ہو۔ ہاں امتی ہو سکتا ہے۔ عبارتیں ملاحظہ ہوں:

تجلیات الٰہیہ ص ۲۴، ۲۵: اب بجز محمدی ﷺ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۲۸: آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵: ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں۔

مکتوب بنام اخبار عام لاہور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء: میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں۔

ان عبارتوں کو جس لیے میں نے نقل کیا ہے وہ تو بعد میں عرض کروں گا۔ پہلے یہ عرض کروں کہ مرزا جی کے ان جملوں کو غور سے پڑھئے۔ شریعت والا نبی نہیں آ سکتا، بغیر شریعت نبی آ سکتا ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ حضور سے پہلے بہت سے ایسے انبیاء گزرے ہیں جو بلا شریعت تھے۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی بلا شریعت نبی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر اگلے انبیاء میں اور اس نبی میں فرق کیا ہوا؟ پھر حضور ﷺ کا فرمانا **لو کان بعدی نبی لکان عمر**۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے، بالکل بیکار ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اگر بلا شریعت کے نبی آ سکتے تھے تو حضرت عمر کا نبی ہونا کیا برا تھا۔ اور وہ نبی ہوئے نہیں

تو معلوم ہوا کہ بلاشریعت کے بھی نبی نہیں آ سکتا۔ اور دونوں قسم کی نبوتیں تشریعی اور غیر تشریعی عموم احادیث وقرآن ومطابق قول مرزاجی کے بلااستثناء حضور خاتم النبیین ہیں۔ حمامۃ البشریٰ ص ۳۰ بند ہوچکیں۔ لہٰذا مرزاجی نہ تشریعی ہوکرآ سکتے ہیں، نہ غیر تشریعی۔

اب اصل مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ مرزاجی کہتے ہیں کہ میں امتی ہوں۔ اور نبی ہوں، یہ خصوصیت صرف میری ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ امتی سے کیا مراد ہے؟

ہر شخص جانتا ہے کہ امتی ہر نبی کا وہ ہے جو اس نبی پر ایمان لائے تو اس اعتبار سے جس قدر انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں گزر چکی ہیں، حضور اکرم ﷺ کی امت ہیں۔ اس لیے کہ سب حضور کی نبوت ورسالت پر ایمان لائے۔ اور آیت **واذ اخذ اللہ میثاق النبیین** میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے کا عہد وپیمان لیا۔ پھر دنیا میں ایمان لانے پر تاکید فرمائی۔ (دیکھو احادیث رسالہ تجلی الیقین)

خصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ص ۱، ص ۲ تک پڑھ جائیے جس میں اسی مضمون پر علامہ تقی الدین سبکی کے کلمات طیبات نقل فرمائے ہیں۔ جن کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں اس طرح ہے۔

''حضور کی نبوت ورسالت حضور ﷺ کے زمانہ سے قیامت تک ہی خاص نہیں بلکہ پہلے کے لوگوں کو بھی شامل ہے، حضور ﷺ ان کے بھی نبی ہیں، اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا، پس حضور کی نبوت ان کے لیے حاصل ہے اسی واسطے حضور نبی الانبیاء ہیں اور سب انبیاء حضور کی امت ہیں۔ اس واسطے سب نبی قیامت کے دن حضور کے پرچم کے نیچے ہوں گے۔ اور اسی واسطے دنیا میں شب معراج حضور کے سب مقتدی ہوئے اور حضور

امام۔ بلکہ مرزا جی خود کہتے ہیں:

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ص۱۳۳: ''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لتومنن به ولتنصرنه**۔ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے۔

جب ثابت ہوگیا کہ تمام انبیاء حضور کی امت ہیں تو وہ حضرات بھی اپنی امت کی طرف منسوب ہونے سے نبی اور حضور کی طرف نسبت پانے سے امتی ہوئے۔ پھر مرزا جی کا یہ کہنا کہ یہ خصوصیت میری ہے کہ میں امتی اور نبی ہوں بالکل زبردستی اور ہٹ دھرمی ہے اور امتی کہہ کر مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔

فنافی الرسول والی نبوت

ازالہ اوہام ص ۵۷۵: کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے کل میں جز داخل ہوتی۔

ایک غلطی کا ازالہ: سیرت صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے، جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے۔ اور یہ نام (نبی) فنافی الرسول مجھ کو ملا۔ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مرتبہ فنافی الرسول نے نبوت عطا کی، نبی کا نام ملا، نبوت محمدی کی چادر اوڑھی۔ مرزا جی سے کوئی پوچھے کہ فنافی اللہ کا بھی ایک مرتبہ ہے۔ مرزا جی کے ان اصول کے مطابق اگر کوئی کہے ''سیرت محمدی کی کھڑکی کھلی۔ پس اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس جو

آتا ہے۔اس پر ظلی طور پر وہی الوہیت کی چادر پہنائی جاتی ہے، جو الوہیت خدا ہے اور یہ نام اللہ فنافی اللہ سے مجھ کو ملا۔اس مرتبہ الوہیت کے لیے صرف فنافی اللہ کا دروازہ کھلا ہے۔

مرزا جی ایسے فنافی اللہ کو خدا تسلیم کریں گے اور اس کو خدا کا نام دینگے؟ اگر ہاں کہیں تو مرزا جی کی زبانی ایمان کا خاتمہ اور اگر کہیں کہ فنافی اللہ ہونے سے کوئی خدا نہیں ہوسکتا۔تو ہم کہیں گے فنافی الرسول ہونے سے کوئی نبی ورسول نہیں ہوسکتا۔

مرزا جی کے اس اصول فنائیت کے اعتبار سے فرعون، نمرود، شداد وغیرہم کی الوہیت مرزا جی کے نزدیک بالکل درست ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے ہم فنا فی اللہ ہوگئے کہ وہی الوہیت کی چادر ہم کو پہنائی گئی۔مرزا جی نے بارہا کہا ہے کہ میں اپنے نبی کے کامل اتباع سے، اقتدا سے اس مرتبہ نبوت پر پہنچا۔معلوم ہوتا ہے کہ اتباع واقتدا نبی بناتا ہے اور یہ حقیقی نبوت نہیں ہوتی بلکہ مجازی ظلی۔

مرزا جی کے اس اصول کے مطابق اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فبھدھم اقتدہ.** اے حبیب! انبیاء سابقین کی اقتداء کیجئے۔ **واتبع ملة ابراھیم حنیفا۔** اے پیارے! ملت ابراہیمی کا اتباع کیجئے۔ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی جو نبوت عطا ہوئی وہ انبیائے سابقین کی اقتداء اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع سے تو حضور ﷺ کی نبوت بھی حقیقی نہیں ہوئی بلکہ ظلی بروزی جو اقتداء واتباع سے پائی۔مرزا جی اور مرزائی کیا جواب دیں گے؟ ہرگز کوئی جواب نہیں۔

پھر مرزا جی ایک اور اصول قائم کرتے ہیں کہ حضور کا افاضہ قیامت تک رہے گا، حضور اپنے فیضان سے نبی بناتے رہیں گے۔ یہ تعجب ہے کہ حضور کے پہلے نبی آئیں اور حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو تو حضور کی فیضان کی توہین وتنقیص ہوگی۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

الوصیت ص ۱۰: لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اوراس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے، جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیض سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ کو پہنچ جاتی اور اس میں کوئی کثافت اور کوئی کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو، تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ (بالکل غلط ہے اور بہتان ہے کسی نے یہ نہیں کہا کہ صفائی قلب اور کثرت مخاطبہ کے بعد نبوت مل جایا کرتی ہے۔ بلکہ یہ گدھے فلسفیوں کا مذہب ہے کہ وہ نبوت کو کسبی کہتے ہیں کہ جس نے صفائی قلب پیدا کی اور اس سے پیش گوئیاں کرنے لگا، نبی ہو گیا۔ تفصیل اس کی بحث اکتساب میں آتی ہے)

پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لیے کہا گیا **کنتم خیر امۃ** اور جن کے لیے دعا سکھائی گئی ہے کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ (مگر مرزا جی نے اس نقص امت کو دور کرنے کے لیے دعویٰ نبوت کیا اور پھر خود کہہ دیا کہ میں ناقص نبی ہوں تو امت کا نقص تو نہیں دور ہوا۔ کیونکہ ناقص ناقص کے نقص کو دور نہیں کر سکتا) اور سب کے

سب اندھوں کی طرح رہتے جیسی مرزائی جماعت۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت کی قوت فیضان پرداغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔

حقیقۃ الوحی ص۹۶۔۹۷: خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ (واللہ کیا دلائل کی تراش خراش ہے کہ مرزا جی کامل صناع معلوم ہوتے ہیں)

خلاصہ ان دونوں عبارتوں کا یہ ہوا کہ محض اتباع واقتدا اور اکتساب اعمال صالحہ سے نبوت ملی۔ (اس کا رد بحث اکتساب میں دیکھو)

دوسرے یہ کہ اس امت میں اگر نعمت نبوت تقسیم نہ کی جاتی تو امت ناقص رہ جاتی۔ (مگر مرزا جی کو قرآن کی آیت یاد نہیں **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**. خدا جس کو چاہتا ہے نبوت عطا کرتا ہے۔ زبردستی نبی بننے سے کیا فائدہ۔ پھر اگر نبوت بھی ملی تو ناقص ہی ملی تو یہ تو اس کی اور بھی ہتک ہوئی کہ امتوں کو نبوت تامہ ملی اور خیر الامم کو نبوت ناقصہ)

تیسرے یہ کہ اگر اس امت میں نبوت نہ ہوتی تو حضور کے فیضان میں کمی آتی اور قوت قدسیہ کامل نہ ہوتی۔

اگر مرزا جی کا یہی اصول لیا جائے تو اس میں حضور ﷺ کی تعریف کہاں ہوئی بلکہ معاذ اللہ توہین ہوئی۔ کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضور کا فیضان **معاذ اللہ** اس قدر ناقص ہے کہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں حضور کی توجہ روحانی نے ایک ہی نبی قادیان میں تراشا اور چھانٹا چھیلا باقی سب زمانہ خالی گیا۔ کمال فیضان تو یہ تھا کہ ہر وقت ہر جگہ دو چار نبی ہوتے۔

حالانکہ مرزا جی خود کہتے ہیں کہ:

حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱: اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، اقطاب، ابدال اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ (بالکل غلط جس قدر گزشتہ اولیاء کو یہ حصہ ملا اس کا عشر عشیر بھی مرزا جی کو خواب میں نصیب نہ ہوا، اور کچھ ملا بھی وہ سب کذب)

پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ نبی صرف میں ہوں، نبوت اس امت میں مجھ کو ہی ملی۔ تو مرزا جی نے حضور ﷺ کے فیضان کو خود **معاذ اللہ** ناقص ٹھہرایا کہ ان کے افاضہ نے صرف مرزا جی کو نبوت بخشی اور کسی نے نہیں پائی۔ معلوم ہوا کہ مرزا جی کا یہ اصول نہایت ہی خطرناک اور غلط ہے۔

مثیل خاتم الانبیاء

ازالہ اوہام ص ۲۵۳: بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفےٰ قرار دیا۔

ازالہ اوہام ص ۶۷۲: تو اس وقت کوئی شخص مثیل محمد رسول اللہ ہو کر ظاہر ہوگا۔

ایک غلطی کا ازالہ: کیونکہ یہ محمد ثانی (مرزا) اُسی محمد کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

مرزا جی جب اپنی نبوت کو ظلی بروزی مجازی بتاتے بتاتے تھک جاتے تھے اور مسلمان اعتراض سے باز نہیں آتے تھے تو کہہ دیا کرتے تھے کہ ارے بھئی میں حضور کا مثیل ہوں جیسے وہ ویسا ہی میں۔ میری نبوت پر اگر اعتراض کرو گے تو حضور ہی کی نبوت پر

اعتراض ہوگا۔ کیونکہ میں وہی ہوں۔محمد ثانی ہوں اور وہ محمد اول ہیں، کوئی فرق نہیں۔

اب یہ بھی سن لو کہ دعویٰ مثلیث سے کیا فائدہ ہوگا اور کس چیز میں مثلیت ہے۔

مرزا جی خود لکھتے ہیں کہ:

بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

یعنی جو کمالات حضور میں موجود ہیں جو مرتبہ حضور کا ہے وہی کمالات مجھ میں ہیں وہی مرتبہ میرا ہے۔ یہاں تک کہ نبوت محمدیہ بھی مجھ میں ہے۔اس اعتبار سے میں مثیل محمد رسول اللہ ہوں (نعوذ باللہ)

کیا کوئی حضور ﷺ کا مثیل ہوسکتا ہے؟

مرزا جی کے مثیل ہونے سے جو مراد ہے وہ خود انہوں نے واضح کردی کہ میں تمام کمالات میں نبوت ورسالت میں وحی میں حضور کا مثیل ہوں۔اس واسطے انہوں نے کہا کہ: میں خاتم النبیین ہوں۔ (الاستفتاء ص ۱۱)

حضور شفیع یوم القیامت ہیں ویسا ہی میں بھی شفیع یوم القیامت ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

حضور رحمۃ للعالمین ہیں میں بھی رحمۃ للعالمین ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۲ الہام)

حضور کو مقام محمود ملا مجھ کو بھی مقام محمود ملا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲ الہام)

افسوس صد افسوس اس دعویٰ مثلیت میں مرزا جی نے کس قدر حدیثوں کی مخالفت کی ہے اور کیسے کیسے کلمات کفر منہ سے نکلے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت

فرماتے ہیں، جس میں حضور نے فرمایا: **ولکنی لست کاحد منکم.**

دوسری روایت میں: **انی لست کھیئا تکم۔**

تیسری روایت میں: **ایکم مثلی**

تم میں میری مثل کون؟ تم میں میری ہیات کا کون ہے؟ یہ ہے حضور کا اپنی زبان مبارک سے دعویٰ بے مثلیت۔ پھر کون حضور کے کمالات میں مثیل ہو سکتا ہے۔

شمائل ترمذی میں: حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں:

لم ارقبله ولا بعده مثله ﷺ

امام مسلم وامام بخاری بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی الفاظ روایت کرتے ہیں۔ گویا صحابہ کا یہ بیان ہے کہ ہم نے نہ تو زمانہ گزشتہ میں اور نہ زمانہ آئندہ میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو کمالات محمدیہ میں حضور کا مثیل ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ: اسی حدیث کی شرح میں مرقاۃ میں فرماتے ہیں: **مثله ای مماثلا له فی جمیع مراتب الکمال خلقاوخلقا فی کل الاحوال.** حضور ﷺ کا کسی حالت میں بھی کمالات محمدیہ میں کوئی مثیل نہیں۔ کمالات خلقیہ ہوں یا خلقیہ۔

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت میں لمعات میں فرماتے ہیں: **وذالک من خصائص لما اختص به من غایة التوجه والحضور والمعرفة والقرب فلا تقیسونی علی احدٍ ولا تقیسوا علیّ احداً.**

یہ میرے خصائص سے ہے اس لیے کہ مجھ کو توجہ و حضور معرفت و قرب کا وہ انتہائی درجہ ملا جو کسی کو نہیں، مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو، کسی پر مجھ کو قیاس نہ کرو۔

معتقد المنتقد شریف ص ۱۱۴ (ترجمہ عربی): عبارت کنز الفوائد میں ہے کہ ولی نبی کی مثل کسی

مرتبہ میں نہیں، نبی معصوم ہے سوءِ خاتمہ سے محفوظ ہے وحی الٰہی مشاہدۂ ملک سے مکرم ہے۔ تبلیغ احکام ارشاد کے نام سے مامور ہے باوجود اس کے ایسے کمالات سے متصف ہوتا ہے جس میں سے ولی کو ایک قطرہ بھی نہیں ملتا یہی مذہب ہے تمام اہلسنت و جماعت کا۔

علامہ قاضی عیاض نے کسی کا ایک شعر نقل کیا ہے۔ شعر

هو مثله فی الفضل الا انه لم یاته برسالة جبریل

شاعر کسی کی تعریف کرتا ہے کہ وہ نبی کا مثیل ہے تمام کمالات میں فرق یہ ہے کہ حضرت جبرئیل رسالت لے کر اس کے پاس نہیں آئے۔ (مرزاجی نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں کمالات میں مثیل ہوں اور جبرئیل بھی میرے پاس رسالت لے کر آئے۔ دیکھو بحث وحی) علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔ اس قول میں بڑی بے ادبی ہے ہر شخص جو اسلام رکھتا ہے وہ ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتا۔ یہ قول بالذات کفر ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: **ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده** یہ یقین ہے کہ حضور کے بعد مثیل پایا جانا محالات سے ہے۔

علماء کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ کوئی مثیل نہیں ہوسکتا ہے۔ جو یہ کہے کہ میں مثیل نبی ہوں تمام کمالات میں معہ نبوت کے، ایسا شخص کافر ہے۔ مرزائی امت ذرا غور سے ان تصریحات علماء اسلام کو دیکھیں اور سمجھیں کہ مثیل محمد یا مثیل نبی کا دعویٰ کیا حیثیت رکھتا ہے۔

ایک قوی شبہ اور اس کا ازالہ

مسئلہ ختم نبوت میں اکثر مرزائیوں کی طرف سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دوبارہ تشریف لائیں تو ختم نبوت باقی نہیں رہتی، کیونکہ حضور کے بعد تو نبی آگئے۔ اس اعتراض کو مختلف عبارتوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ جو مرزائی کتب میں موجود ہے۔

مگر مرزائیوں کا یہ اعتراض قلت تدبر، عدم تفہم پر مبنی ہے۔ اگر ذرا غور کریں مسئلہ حل ہو جائے۔ عقائد اہل اسلام کی کتابوں کا مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ علماء کرام بطور دفع پہلے اس اعتراض کا جواب دے چکے ہیں اور تمام علماء نے اس جواب کو منظور فرمایا۔ اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا۔

تمہید ازالہ

دو لفظ غور سے یاد رکھئے! حدوث نبی، بقائے نبی۔ حدوث نبی سے مراد یہ ہے کہ حضور کے بعد کسی کو نبی بنایا جانا، نئی نبوت عطا کیا جانا۔ بقائے نبی سے مراد ہے حضور کے بعد کسی ایسے نبی کا موجود رہنا اور عمر طویل پانا جو حضور کے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی حدوث نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب کسی کو نبوت عطا نہ کی جائے گی، نہ یہ کہ حضور کے بعد کسی کی نبوت باقی ہی نہیں رہی، معاذ اللہ سب کی نبوت سلب ہو گئی۔ نبی کی نبوت کبھی سلب نہیں ہوتی۔ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہ اپنے مرتبہ نبوت پر قائم رہتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "**وانبیا معزول نشوند و مرتبہ نبوت و رسالت بعد از موت هم ثابت است وخود انبیاء را موت نبوده وایشاں حی و باقی اند۔**"

(تکمیل الایمان ص ۸۶)

لفظ خاتم کے یہی معنی ہوئے کہ آئندہ کو حدوث نبوت بند، نہ یہ کہ بقائے نبوت بھی نہیں۔ خاتم کے معنی عربی زبان میں **ما یختم بہ** یعنی وہ چیز جس سے مہر کی جاوے۔ خط لکھنے کے بعد جب مہر کر دیتے ہیں تو کیا معنی ہوتے ہیں؟ یہی تو کہ اب اس مضمون کے بعد کوئی مضمون نہیں لکھا جائے گا، نہ یہ کہ پہلا مضمون بھی منتفی ہو گیا۔

یہ ہی معنی مرزا غلام احمد خود مراد لیتے ہیں، تریاق القلوب کی عبارت پر غور کرو۔

ص ۱۵۷: ''اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

مرزا جی اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہتے ہیں جس کی تفسیر پہلے کرتے ہیں کہ میرے پیدا ہونے کے بعد کوئی پیدا نہ ہوا۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جب مرزا جی پیدا ہوئے تھے تو کوئی لڑکا لڑکی باقی ہی نہیں رہا تھا اور یہ خلاف واقعہ بھی ہے۔ کیونکہ مرزا جی کی زندگی میں ان کے بھائی بہن موجود تھے۔

پس اسی طرح خاتم النّبیین کے بھی یہی معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، نہ یہ معنی کہ گزشتہ نبیوں میں سے کوئی آ بھی نہیں سکے گا۔

خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ حضور کے بعد نبوت کسی کو از سرِ نو نہیں ملے گی، نہ یہ کہ جس کو نبوت حضور ﷺ کے پہلے مل چکی ہے، وہ بھی نہیں آ سکتا۔

مرقات وغیرہ ملاحظہ فرمائیے۔ ہر جگہ یہی معنی لکھے ہیں **فلا یحدث نبی ولایوجد نبی** حضور ﷺ کے بعد نبوت کسی کو نہیں ملے گی۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت کوئی نہیں پائے گا۔ (جلد ۵ ص ۵۶۴)

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور کے بعد تشریف لانا کوئی امر ممتنع اور منافی ختم نبوت نہیں۔ کیونکہ حضور کے بعد ان کو نبوت عطا نہ کی جائے گی، بلکہ وہ پہلے ہی نبی ہیں اور نبوت ان کو پہلے ہی عطا کی جا چکی ہے۔ اب جو وہ تشریف لائیں گے، شریعت محمد رسول اللہ ﷺ پر عمل فرمائیں گے۔

اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک وائسرائے آیا۔ پھر تین سال کے

بعد دوسرا وائسرائے آیا۔ لیکن پہلا وائسرائے یہیں رہ گیا۔ اب پہلا وائسرائے وائسرائے ہونے کی صفت سے موصوف ہے۔ مگر اب وائسرائے ثانی کے احکام کے ماتحت ہو کر رہے گا، نہ اپنی شان حکومت سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے تشریف لائے۔ اور خلافت الٰہی کے فرائض انجام دیتے رہے جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے، ان کی شریعت منسوخ ہوگئی۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور کے احکام کی اطاعت فرماویں گے اگرچہ وصف نبوت سے متصف رہیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا منافی ختم نبوت نہیں۔

معتقد المنتقد شریف ص ۱۱۰: **وعیسی علیہ السلام نبی قبل فلا یرد.**

حاشیہ میں ہے: **فان ختم النبوۃ اکمالہ ﷺ بنیانھا فلا ینبأ بعد ظھورہ ﷺ لا ان لا یوجد بعدہ وعندہ ممن نبی قبلہ.**

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ پہلے نبوت پا چکے ہیں اس لیے ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ حضور نے عمارت نبوت مکمل فرما دی۔ پس حضور کے ظہور کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی، نہ یہ کہ حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد وہ نبی بھی موجود نہیں رہ سکتا جس کو پہلے نبوت مل چکی ہے۔ اس قسم کا مضمون تمام عبارات کتب عقائد میں ملے گا۔

تعجب تو یہ ہے

مرزا جی نے بارہا کہا حضور کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے، نہ پرانا۔ مگر خود نبی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اپنے کہے کو بھی یاد نہ رکھا، مگر کوئی تعجب نہیں۔ مرزا جی ہاتھ دھو کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئینگے۔ اس لیے انہیں یہ کہنا پڑا کہ نہ کوئی نیا نبی

آئے گا، نہ پرانا۔ اور جہاں جہاں انہوں نے یہ لکھا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، حضور خاتم النبیین ہیں۔ وہاں صرف عیسیٰ علیہ السلام کے لیے لکھا ہے کہ وہ نہیں آئیں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو روکنے کے لیے خاتم النبیین کے معنی اور کیے اور اپنی نبوت کے لیے اور۔ حالانکہ نہ یہ صحیح، نہ وہ صحیح بلکہ مطابق عقائد اسلام خاتم النبیین کے یہی معنی ہے کہ حضور کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور جس کو پہلے دی گئی ہے اس کا آنا ممکن ہے اس طرح دروازہ نبوت کا بند ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے تشریف لانے کا دروازہ کھل گیا۔

دعویٰ خاتم النبیین

بمصداق ''کوزہ چشم حریصاں پرشد'' ختم نبوت کا بھی دعویٰ کر دیا کہ حقیقت میں خاتم النبیین میں ہوں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

الاستفتاء ص ۱۱: **وکانت هذه الخطة مقدرا له فی اخر الزمان من الله الرحمان فظهر کما قدر ذو الامتنان وانه نظر الی البلاد الهندية فوجدها مستحقة لمقر هذا الخليفة لانها کانت مهبط الادم الاول فی بدء الخليفة فبعث الله ادم اخر الزمان فی تلک الارض اظهارا للمناسبة ليوصل الاخر بالاول ويتم دائرة الدعوة کما هو کان مقتضی بحق والحکمة فالان استدار الزمان علی هيئته کما اشار اليه خير البرية ووصلت نقطته الاخریٰ بنقطة الاولیٰ فی هذه الارض المبارکة.**

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مرزا جی کہتے ہیں کہ میری پیدائش کے لیے خدا نے زمین

ہند کو مقدر فرمایا۔ کیونکہ حضرت آدم اول اسی زمین پر نازل کیے گئے تھے۔ تو خدا نے مجھ کو کہ میں آدم آخر ہوں اسی زمین میں مناسبت کے لیے پیدا کیا تا کہ آخر کو (یعنی مرزا جی کو) اول کے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) کے ساتھ وصل کر دے۔ اور دعوت الٰہیہ کے دائرہ کو پورا کر دے اور دائرہ کا آخر نقطہ (مرزا جی) اول نقطہ آدم علیہ السلام کے ساتھ مل کر دائرہ کو ختم کر دے۔

مرزا جی چونکہ مختلف دوروں میں مبتلا ہیں۔ اس لیے ختم نبوت کے دعویٰ کو بھی ایک دائرہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

دائرہ دعوت الٰہیہ یعنی نبوت

جماعت انبیاء کرام علیہم السلام حضرت آدم سے لے کر

نقطہ اولی حضرت آدم علیہ السلام

نقطہ آخری مرزا جی

اس دائرہ کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ دائرہ تو نبوت و رسالت کا ہے۔ ابتداء اسکی پہلے نقطہ سے ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور انتہا اس کی آخر کے نقطہ سے ہوئی جو مرزا جی ہیں۔ اول و آخر کا نقطہ مل کر دائرہ نبوت تمام ہوا۔ یعنی اگر مرزا جی پیدا نہ ہوتے تو دائرہ نبوت ناقص ہی رہ جاتا۔ مرزا جی نے آ کر پورا کیا، نہ کہ رسول اللہ ﷺ نے۔ کیونکہ وہ تو نقطہ اولی اور نقطہ آخر کے درمیان ہیں جن کو اتمام دائرہ سے اور ختم نبوت سے کوئی علاقہ نہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدائے نبوت حضرت آدم سے ہے اور ختم نبوت مرزا جی پر ہے۔

اقلیدس کے پڑھنے والوں نے بہت سے شکلیں پڑھی ہوں گی مگر ایسی آج تک نہ دیکھی ہوگی جو مرزا جی نے پیش کی ہے۔ لہٰذا ہم اس شکل کا نام شکل مرزائی رکھتے ہیں یا دائرہ ہنلاریہ مرزائیہ۔

عقیدہ کفریہ نمبر ۳ ''دعویٰ وحی رسالت''

تمهید : خدا کی بات بندے تک پہنچنے کی متعدد صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ بغیر کسی واسطے کے اپنے بندے سے گفتگو فرمائے۔ اور بندہ اپنے جسمی کان سے اس کی آواز کو سنے۔ یہ مرتبہ تو صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آقائے نامدار ﷺ اس مرتبہ ہم کلامی پر یقیناً فائز ہو چکے اور یہ قسم وحی کی اعلیٰ درجہ کی قسم ہے۔ چونکہ رب تبارک وتعالیٰ نے حضور پر سلسلہ نبوت ختم فرما دیا ہے آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہ کی جائے گی تو اس قسم کی ہمکلامی کا جو دعویٰ کرے گا وہ قانون اسلام کے مطابق اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس میں ختم نبوت کا انکار ہوتا ہے۔

شرح عقائد جلالی میں ہے: **المكالمة شفاها منصب النبوة بل اعلى مراتبها وفيه مخالفة لما هو من ضروريات الدين وهوا نه ﷺ خاتم النبيّن عليه افضل صلوة المصلين۔** اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت ہے بلکہ اس کے اعلیٰ مراتب میں اعلیٰ مرتبہ ہے اور اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار ہے۔

شفاء شریف میں ہے: **وكذالك من ادعى مجالسة الله تعالىٰ والعروج اليه و مكالمة** اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشین،

اس تک صعود، اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہے۔

تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ص۴۲۷: **منشائے ایں گفتگوئے ایشاں جهل است زیرا که نمی فهمیدند که رتبه همکلامی باخدائے** عزوجل **بس بلند است ایشاں به پایه اولین آں که ایمان است نه رسیده اند وآں رتبه مختص است بملائکه و انبیاء وغیر ایشاں را هرگز میسر نمی شود پس فرمائش همکلامی باخدا گویا فرمائش آنست که ما همه را پیغمبران یا فرشتها سازد۔**

کفار مکہ نے کہا تھا کہ **لولا یکلمنا الله** ہم سے خدا کیوں نہیں کلام کرتا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

کفار کا طلب مرتبہ ہم کلامی محض جہالت ونادانی پر مبنی ہے۔ انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ مرتبہ ہمکلامی ملائکہ وانبیاء کے ساتھ خاص ہے، ان کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ پس ہمکلامی کی فرمائش کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ ہم کو نبی یا فرشتہ خدا کیوں نہیں بناتا۔

کنز العمال ص۸۰ جلد۴: جب حضور اکرم ﷺ نے وصال فرمایا، تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: **الیوم فقدنا الوحی وعن عندالله** عزوجل **الکلام** اب خدا کی وحی اور خدا کا کلام ہمارے لئے مفقود ہو گیا۔

دوسری قسم یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یا اور فرشتہ خدا کا کلام انبیاء تک پہنچائے۔

حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونے کی چند کیفیات ہیں۔ اول یہ کہ حضرت کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام جرس کی آواز سے آتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ حارث بن ہشام نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ حضور ﷺ آپ پر وحی کیوں کر آتی ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں کبھی تو مجھ کو گھنٹی کی چھنکار کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے پھر اس کی مجھ سے علیحدگی ہو جاتی ہے اور میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ اور کبھی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام انسان کی شکل میں آتے ہیں اور وہ مجھ سے کلام کرتے ہیں پس میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں اس وحی سے پسینہ آ جاتا تھا۔ اور بھی روایتیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بدل جاتی تھی۔ (دیکھو خصائص کبریٰ ص ۱۱۸ ج ۱)

دوسری کیفیت یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یا اور کوئی فرشتہ بصورت بشری حاضر دربار ہو اور خدا کا کلام پہونچائیں جیسا کہ حدیث بخاری سے معلوم ہوا۔ یہ دونوں کیفیت والی وحی بھی حضرات انبیاء کے لیے مخصوص ہے۔ اسی کو وحی شریعت، وحی نبوت و رسالت بھی کہتے ہیں۔

چونکہ حضور کے بعد کسی کو نبوت و شریعت عطا نہ کی جائے گی۔ اس لیے اس قسم کی وحی کا بھی دعویٰ کفر ہے۔ حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آج سے وحی منقطع ہو گئی اور خدا کا کلام مفقود ہو گیا۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں: **وختم بی النبوۃ ای انملق باب الوحی الرسالۃ فلا نبی بعدہ** ترجمہ: حضور کا فرمان کہ نبوت مجھ پر ختم ہو گئی مراد یہ ہے کہ دروازہ وحی بند ہو گیا اب حضور کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

حضرت ام کرز روایت فرماتی ہیں: **ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات** (رواہ ابن ماجہ)

ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں: علامہ سیوطی نے فرمایا کہ حضور کا مقصد یہ ہے کہ: **ان الوحی منقطع بموتی ولا یبقی ما یعلم منه مما سیکون الا الرویا** وحی میرے وصال سے منقطع ہوگئی۔ اب آئندہ کی خبریں معلوم نہ ہوں گی، سوا رویائے صالحہ کے۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف ص ۵۱۹: **وکذالک من ادعی منهم انه یوحی الیه ای وَحْیًا جَلِیًّا لا الهاما** ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جو وحی جلی کا مدعی ہو۔ الہام کا مدعی کافر نہیں۔

علاوہ ان دو قسموں کے الہامات ہیں کشوف میں رویائے صالحہ مبشرات کو یہ سب کچھ انبیاء کرام کو عطا فرمائے جاتے ہیں اور اولیاء کرام کو ان دو قسموں کے سوا الہامات وغیرہ سب کچھ عطا کئے جاتے ہیں۔

ہماری بحث اس مقام پر صرف ان دو قسموں سے ہے۔ مکالمہ ومخاطبہ شفاہی اور وحی شریعت یا بہ لفظ دیگر وحی نبوت جس کی دو کیفیتیں ذکر کی گئی ہیں کہ آیا مرزا جی نے اس کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ انہیں کی کتابوں سے ہم کو تلاش کرنا چاہیے۔ اچھا ملاحظہ فرمائیں۔

دعویٰ مکالمہ ومخاطبہ شفاہی

اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۳۰، مسلکہ النبوۃ فی الاسلام ص ۸۰:

اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہوجائے اور مخاطبہ مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پر معنی پر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اس کو سنائی دے اور کم سے کم بار بار اس کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال وجواب ہوا ہو۔ اس نے سوال کیا خدا نے جواب دیا۔ پھر اس عین بیداری میں اس

نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں الی ان قال تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہیے۔(ص ۱۳۱) میں لکھتے ہیں میں بنی نوع پر ظلم کروں گا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں۔ کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا۔

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ص ۱۹: مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنافی النبی ہے۔ اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے اور اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہو کر پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں نہیں پایا جاتا ہے میں اس کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرا مقابلہ کرے۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶: اسی طرح اس مرتبہ پر یاد الٰہی جو عشق اور محبت کے جوش سے ہوتی ہے۔ مومن کی روحانی قوتوں کو ترقی دیتی ہے یعنی آنکھ میں قوت کشف نہایت صاف اور لطیف طور پر پیدا ہو جاتی ہے اور کان خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں اور زبان پر وہ کلام نہایت لذیذ اور اجلے طور پر جاری ہو جاتا ہے۔

ایضاً ص ۱۳۱: جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لیے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا۔

مرزا جی کی یہ چند عبارتیں دعویٰ ہم کلامی کے متعلق جو اس شان سے کہ آمنے

سامنے سوال و جواب ہوتا ہے اور عین بیداری میں وہ کہتا ہے اور میرے کان سنتے ہیں۔
یہاں نقل کردی گئیں۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اس قسم کی ہمکلامی کا دعویٰ کفر ہے۔

دعویٰ وحی شریعت و نبوت اور اس کی دونوں کیفیتیں

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۱: سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دی گئی اور ۲۳ برس تک یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔

صاف تصریح ہے کہ جس طرح حضور پر وحی آتی تھی۔ اسی نمونہ پر مجھ کو بھی وحی آتی رہی۔

حقیقۃ الوحی ص۱۵۰: میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ (عبارت بتا رہی ہے کہ مرزا جی اپنی وحی کو وحی قرآنی کا رتبہ دے رہے ہیں۔ (مؤلف))

حقیقۃ الوحی ص۱۴۹: اسی طرح اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

کس قدر صراحت ہے کہ بارش کی طرح وحی سے میرا عقیدہ پھسل گیا اور اس وحی

نے نبوت کا خطاب دیا۔ یہ یقینی امر ہے کہ جس وحی کے ذریعہ نبی کا خطاب ہے وہ وحی ضرور وحی نبوت ہے اور اسی کے مرزا جی مدعی ہوئے۔

اربعین نمبر۴ ص ۶: جس کی پوری عبارت پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اس کے یہ جملے غور سے پڑھیں۔

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ الی ان قال اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی''۔

مرزا جی کا یہ کلام اپنے مفہوم بتانے میں بہت صاف ہے کہ جس کی وحی میں امر و نہی ہو، وہ صاحب شریعت۔ اور میری وحی میں امر و نہی ہیں، لہٰذا میں صاحب شریعت۔ تو مرزا جی صاحب شریعت ہوئے تو ان کی وحی وحی شریعت و نبوت ہوئی۔ یہ ہی دعویٰ وحی شریعت و نبوت ہے جو ہمارا عنوان ہے۔ اس قدر عبارتیں تو میں نے وہ نقل کی ہیں جن سے مطلق یہ ثابت ہے کہ مرزا جی نے وحی نبوت وحی شریعت کا بھی دعویٰ کیا۔ اب وہ عبارات پیش کرتا ہوں۔ جس سے یہ ثابت ہوگا کہ مرزا جی نے وحی شریعت کی وہ دو صورتیں جن صورتوں سے حضور پر وحی آتی تھی اور جو نبی کے لیے خاص ہیں، ان کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ سنئے اور ذرا غور سے۔

وحی کی پہلی کیفیت کا دعویٰ

براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۲۳ سے ص ۲۵۹ تک مرزا جی نے وحی والہام کی پانچ

صورتیں لکھیں ہیں۔ جن کے متعلق اپنا تجربہ بھی ان الفاظ میں لکھا ہے۔ یہ عاجز بفضل اللہ وہمتہ وبحکم **واما بنعمة ربک فحدث** کسی قدر بطور نمونہ ایسے الہامات بیان کر سکتا ہے۔ جن سے خود یہ عاجز مشرف ہوا۔ آگے لکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ بعض الہامات جن کو اس جگہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں، بہ تفصیل ذیل ہیں۔ صورت اول ختم کرنے کے بعد صورت دوم کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

صورت دوم الہام کی جس کا میں باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں۔ (یعنی وحی حقیقی) یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندے کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک دفعہ ایک بے ہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے۔ اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی اور بے ہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے جو غوطہ سے بہت مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوتی ہے۔ اور جب وہ گونج فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی۔

خلاصہ نقشہ یہ ہے کہ اس کیفیت وحی میں انسان بیہوش کے قریب ہو جاتا ہے اور ربودگی بے خودی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کو گونج جھنکار **صلصلة الجرس** معلوم ہوتی ہے اور پھر لطیف کلام محسوس ہوتا ہے۔

اب ہم آپ کو احادیث کی سیر کرائیں!

حضور ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت میں یہ الفاظ موجود ہیں: **احیانا یأتینی مثل صلصلة الجرس** وحی کبھی جھنکار گونج کی آواز میں آتی ہے **اذا نزل علیه الوحی**

یکاد یغشی علیہ نزول وحی کے وقت بیہوشی کی حالت ہوجاتی تھی وقد لذلک ساعۃ ساتھ کچھ دیر تک نشہ کی بے خودی سی ہوجاتی تھی۔ (خصائص کبریٰ ازص ۱۱۸ تاص ۱۲۹)

غور فرمائیں کہ مرزا جی نے جو اپنی وحی کی کیفیت کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہی کیفیت وحی کی حضور اکرم ﷺ پر طاری ہوتی تھی۔ دونوں کے الفاظ میں تطابق کرلو۔ صاف ظاہر ہوگیا کہ مرزا جی نے اسی قسم کی وحی نبوت کا دعویٰ کیا جو حضور اکرم ﷺ کے لیے ہے اسی واسطے انہوں نے لکھا۔

اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دے گئی۔

مرزا جی اس قسم کی وحی کا دعویٰ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔ اس الہام کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں اور وہ الہامی کلمات یہ ہیں۔

پھر عربی کے بے تعداد بے جوڑ جملے لکھ دیتے ہیں جو الاستفتا شروع، حقیقۃ الوحی، انجام آتھم میں موجود ہیں جن الہامات کی بنا پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

وحی کی دوسری کیفیت کا دعویٰ

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ وحی کی دوسری کیفیت یہ ہے کہ حضرت جبرئیل یا اور کوئی فرشتہ بصورت بشری آکر خدا کا کلام پہنچادے۔

مرزا جی نے اس کیفیت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔

براہین احمدیہ صفحات مذکور میں الہام کی چوتھی قسم یوں لکھتے ہیں کہ رویائے صادقہ میں کوئی امر خدائے تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہوجاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہوکر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔

یہاں فرشتہ کی شکل انسان میں ہو کر وحی لانے کی کیفیت کا بھی اپنے لیے ثبوت ہے مگر مرزا جی نے یہاں فرشتہ کا نام نہ بتایا کہ وہ کونسا فرشتہ ہے؟ اس امر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل ہی مراد ہیں۔ کیونکہ مرزا جی کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آتے تھے۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳: **"جاء نی آئل واختار وأدار أصبعه واشار ان وعدالله اتی فطوبی لمن وجد ورائی"۔**

حاشیہ پر مرزا جی آئل کے معنی لکھتے ہیں اس جگہ آئل سے خداتعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

ترجمہ: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور نبوت ووحی کے لیے مجھے چن لیا۔ اور انگلی گھما کے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یعنی مرزا جی آ گیا۔ خوشی ہے اس کے لیے جس نے مرزا جی کو پالیا اور دیکھ لیا۔ **(حفظنا الله منه)** ترجمہ تفسیر کے ساتھ ساتھ بیان کر دیا تا کہ لوگوں کو مبہم کلمات سمجھنے میں آسانی ہو۔

مرزا جی صاف کہہ رہے ہیں کہ حضرت جبرئیل وحی لے کر میرے پاس آئے اور مجھ کو ممتاز وپسندیدہ کرلیا۔ چنانچہ وہ وحی جو حضرت جبرئیل لے کر آئے ہیں اس کا ذکر بھی آگے ہے کہ: **الامراض تشاع والنفوس تضاع**۔ بیماریاں پھیلیں گی نفوس ہلاک ہوں گے۔

ثابت ہوا کہ مرزا جی نے وحی جبرئیل کا بھی دعویٰ کیا ہے تو لامحالہ یہ وحی وحی شریعت ونبوت ہوئی۔ غرضیکہ مرزا جی ان دونوں کیفیتوں کے جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں، مدعی ہیں۔ یہ ہی اسلام کے قانون میں خروج عن الاسلام ہے جیسا کہ واضح کر چکے ہیں۔

آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۳ کی عبارت کا خلاصہ لکھتا ہوں۔ وحی ادنیٰ درجہ کی جو

حدیث کہلاتی ہے اس میں شیطان کا دخل ہوتا ہے اور اجتہادی غلطی ہوجاتی ہے مگر فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی ہے اور وحی متلو ہے اور مہیمن سے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے۔

ایام الصلح ص ۱۴۱ خلاصہ: براہین احمدیہ میں میں نے غلطی سے **توفی** کے معنی ایک جگہ پر پورا کرنے کے لکھ دیئے ہیں۔ وہ میری غلطی ہے گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا قائم نہیں رکھتا۔

دونوں عبارتیں بغور ملاحظہ فرمایئے۔ پہلے یہ اصول بتایا کہ نبی کو وحی میں غلطی ہوتی ہے تو وحی اکبر فی الفور اس غلطی کو دور کر دیتی ہے۔ اپنے لیے کہا کہ مجھے بھی اجتہادی غلطی لگتی ہے تو خدا مجھ کو بھی اس غلطی پر قائم نہیں رکھتا، فوراً دور کر دیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس چیز سے غلطی دور ہوتی ہے اگر ویسی ہی الہام سے جیسے الہام سے غلطی کی ہے۔ تو دونوں برابر پھر صحیح کون؟ جو دوسرے کو صحیح بنادے۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا جی اس وحی کے مدعی ہیں، جس کو وحی نبوت کہتے ہیں۔ وہی مرزا جی کی وحی ادنیٰ کی غلطی دور کرتی تھی۔

اس میں بھی مرزا جی نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا۔ **وهو المقصود.**

بعض مرزائی اس قسم کی عبارتیں مرزا جی کی پیش کریں گے کہ مرزا جی خود اس کے قائل ہیں کہ وحی نبوت بند ہوگئی، قیامت تک نہیں آئے گی، میرا یہ دعویٰ نہیں کہ وحی نبوت کا مدعی ہوں، مگر ان کا یہ عبارتیں پیش کرنا ہمارے مقابل میں بالکل بیکار۔ کیونکہ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص ایک وقت میں کسی بات کا انکار کرے پھر اقرار کرے، یا اقرار کرے پھر انکار کرے تو صرف انکار یا اقرار اپنی ضد کو رفع نہیں کرسکتا۔ مثال کے طور پر عرض ہے کہ ایک شخص نے عمر بھر انکار کیا کہ میں نے بی بی کو طلاق نہیں دی پھر ایک وقت یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق دیدی تو اس کہنے سے طلاق ہوگئی۔ اس اقرار نے انکار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں کافر نہیں ہوں مگر کسی وقت اس نے کہدیا میں کافر ہوں، کافر ہو گیا اور انکار نے فائدہ نہ دیا۔ یہ امر بدیہی ہے کہ کوئی شخص عمر بھر تقویٰ و پرہیزگاری میں صرف کرے، ایمان و اسلام پر قائم رہے مگر آخر عمر میں یا درمیان ہی میں کسی وقت اس نے ایک کفر کیا تو ساری عمر کا ایمان غائب ہو گیا۔

اسی طرح مرزا صاحب نے اگرچہ بارہا دعویٰ نبوت و رسالت کیا وحی نبوت و شریعت کے مدعی رہے یا اور کوئی خلاف اسلام عقیدہ ظاہر ہوا اور اس نے کھلے الفاظ میں اسی طرح رجوع نہ کیا تو مرزا جی کا انکار یا اپنے عقائد کا جو اسلام کے موافق ہیں، اشتہار اس کفر کو نہیں اٹھا سکتا۔ پس ایسی صورت میں وہ تمام عبارات جو مرزائی پیش کریں، بالکل بیکار۔ دیکھئے مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت توہین کی، تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا جی نے یہ بہت بُرا کیا۔ مرزائی مرزا جی کی عبارتیں پیش کرتے ہیں کہ میں نے توہین نہیں کی اور کلمات تعریف ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں۔ تو کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ کلمات توہین تو مرزا جی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ ہاں اس وقت ہم مانیں گے جب صراحۃً وہ یہ دکھا دیں کہ ہم نے (مرزا جی) اپنی کتابوں میں بعض بعض جگہ جو خلاف اسلام عقائد لکھ دیئے ہیں، ان سے ہم توبہ کرتے ہیں اور از سر نو کلمہ پڑھتے ہیں مگر ایسا کہیں نہیں دکھا سکتے تو کفر بھی مرزا جی کے سر سے نہیں اٹھ سکتا۔

عقیدہ کفریہ نمبر۴ ''اکتساب نبوت''

اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ خداوند رب العزت کا یہ ایک محض فضل و کرم ہے۔ جس پر اس کی نظر کرم ہو جائے، منصب نبوت پر فائز کر دے **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**۔ انبیاء کا گروہ اپنی امتوں کی تکمیل کے لیے آتا ہے وہ خود کاملین کا گروہ

ہے مگر ان کے کمال تک پہنچانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ کسی دوسرے کی پیروی سے کمال تک نہیں پہنچتے بلکہ صرف موھبت الٰہی سے کمال کو پاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس آیہ کریمہ میں **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** اللہ تعالیٰ جہاں رسالت و نبوت کا منصب عطا فرماتا ہے، وہ جانتا ہے۔ پس نبوت کا اکتساب یا کسی کی پیروی سے حاصل ہونا اس آیت اور احادیث کے صاف مفہوم کے خلاف ہے۔ اگر یہ کمال نبوت اکتسابی ہو تو وہ خدا تعالیٰ اور اس کی خلق کے درمیان واسطہ نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوا کہ جس کو خدا بطور موھبت بلا اکتساب آپ کامل کرتا ہے، وہ نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہی ہے جو براہ راست خدا سے ملتی ہے۔ کسی انسان کی پیروی سے یا اکتسابا جو چیز ملے خواہ وہ کتنا بھی نبوت کے کمالات کے ہمرنگ ہو مگر شرعی نقطہ نگاہ سے ہم اسے نبوت نہیں کہہ سکتے۔

معتقد المنتقد شریف ص ۸۸: **واعلم ان الفلاسفة یثبتون النبوة لکن علی وجه مخالف بطریق اهل الحق لم یخرجوا به عن کفرهم فانهم یرون ان النبوة لازمة وانها مکتسبة** فلاسفہ حمقاء بھی نبوت کا اثبات کرتے ہیں لیکن اس طریق سے جو اہل حق کے خلاف ہے اور وہ اپنے کفر سے دور نہیں رہتے۔ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبوت لازم ہے اور اکتساب سے حاصل ہوتی ہے۔ ایسا ہی مسایرہ مسامرہ ص ۱۹۰ میں مسطور ہے۔

شرح مواقف موقف سادس صد اول مقصد اول میں ہے: **النبی عند اهل الحق من الاشاعرة وغیرهم من اللّٰه تعالیٰ من قال لہٗ النار تعاد ممن اصطفاه من عباده ارسلتک او بلغهم عنی اونحوه ولایشترط فیه شرط من الاحوال المکتسبة بالریاضات والمجاهدات ولا استعداد ذاتی کما**

تزعم الحکما بل اللہ سبحنہ یختص برحمتہ من یشاء من عبادہ فالنبوۃ رحمۃ و موہبۃ متعلقہ بمشیئتہ.

نبی اہل حق کے نزدیک وہ ہے جس کو خدا نبوت عطا فرمائے۔ اور اس میں ریاضت ومجاہدہ اتباع واقتدا استعداد ذاتی کی کوئی شرط نہیں جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے۔ بلکہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص فرمالیتا ہے۔ پس نبوت صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی فضل سے اور اپنی مشیت سے عطا فرماتا ہے۔

پھر فلاسفہ کا مذہب بھی بیان کردیا : **اما الفلاسفة فقالوا النبی من اجتمع فیہ خواص ثلث احدھا ان یکون لہ اطلاع علی المغیبات.**

فلاسفہ کے نزدیک نبی وہ ہے جو غیب کی خبر دے اور پیشگوئی کرے۔ اہل حق کے نزدیک نبی کے لیے یہ شرط نہیں۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک نبوت محض فضل الٰہی ہے۔ اور فلسفہ والے نبوت کو کسبی جانتے ہیں۔ اسی واسطے انہوں نے کہا کہ جس کو اطلاع علی المغیب ہو وہ نبی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ معارج القدس میں فرماتے ہیں: **بیان ان الرسالة خطوة مکتسبة ام اثرة ربانیة فنقول اعلم ان الرسالة اثرة علویة وخطوة ربانیة وعطیة الھیة لا یکتسب بجھد ولاینال بکسب اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ النبوۃ فی الاسلام.**

بلکہ مرزا جی خود اس کے مقر ہیں کہ انبیاء سابقین کی نبوت کسبی نہ تھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۷: اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ مگر مرزاجی نے اپنے لیے حصول نبوت کی غرض سے نبوت کو کسبی قرار دیا کہ یہ مرتبہ نبوت کا جو مجھ کوملا وہ حضور کے کامل اتباع سے اور شریعت کی اطاعت وفرمانبرداری سے۔ ''اور چونکہ مجھ کوعلم غیب دیا گیا، پیشن گوئیاں دی گئیں، معجزات دیئے گئے، اس لیے میں بھی نبی ہوں''۔

غرضیکہ مرزاجی نے بالکل فلاسفہ کی نبوت کے ٹائپ کے مطابق نبوت کا ادعا کیا۔ ملاحظہ ہو:

ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزاجی مسلکہ النبوۃ فی الاسلام ص ۱۰۴: مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے، جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا (میرا) نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ اور یہ نام (نبی) بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا۔ (یہی اکتساب ہے۔ (مؤلف)) اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئینگے، نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ (یہی فلاسفہ کا مذہب ہے۔ (مؤلف)) حاشیہ میں ہے۔ اور آیت **انعمت علیھم** گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہِ راست بند ہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت (علم نبوت ورسالت) کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ (یعنی ''اکتساب کا'' جو مذہب فلاسفہ کا

ہے) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبر پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ (یہی فلاسفہ کہتے ہیں) پس جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشین گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول خدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول و نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور پر نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہ کیا۔ اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

خطبہ الہامیہ ص ۱۱۴، النبوۃ ص ۱۱۵: یہ امت امت وسط ہے اور ترقیات کے لیے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں۔ یہ ہی اکتساب نبوت ہے۔ (جو فلاسفہ کے موافق اہل اسلام کے خلاف (مولف))

کشتی نوح ص ۱۵: پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔

مرزا جی کا ریویو ص ۶ و ۷، النبوۃ ص ۱۲۷: نبوت گو بغیر شریعت ہو اسطرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اسطرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ (اکتساب نبوت کی کیسی صاف تصریح ہے اور تفسیر بھی فلاسفہ کا مذہب ہے)

الوصیت ص ۱۰: لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب

نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اور اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ الی ان قال مگر اس کا کامل صرف نبی نہیں کہلا سکتا ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں صادق آسکتے ہیں۔ (یہ بھی اکتساب ہے)

الاستفتاء ص ١٦: اور کہتا ہے کہ اس نبوت سے وہ نبوت مراد نہیں ہے جو پہلے صحیفوں میں گزر چکی ہے بلکہ یہ نبوت ایک درجہ ہے جو ہماری نبی خیر الوریٰ کی پیروی سے بغیر کسی کو نہیں ملتا۔ (یہی نبوت کسبیہ ہے)

براہین احمدیہ پنجم ضمیمہ ص ١٨٩: پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔

یہ تمام عبارات وہ ہیں جس سے بوضاحت ثابت ہے کہ مرزا جی نے فلاسفہ کے مذہب باطل کے مطابق نبوت کو کسبی جانا اور علم غیب پانے والے کو نبی سمجھا۔ اسی واسطے اتباع واطاعت و پیروی کے بنا پر اپنی استعداد سے نبی بن بیٹھے تو مرزا جی فلسفی نبی ہوئے، نہ اسلامی نبی۔ کیونکہ اسلام نے نبوت کا مرتبہ حاصل ہونا جہد و مشقت اتباع واطاعت پر رکھا ہی نہیں۔ اس واسطے جو اکتساب نبوت کا قائل ہو، وہ اسلام کے قانون میں مجرم کفر قرار دیا گیا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں (ص ۵۱۹) معہ شرح: **اوجوز اکتسابها ای تحصیل النبوة بالمجاهدة والریاضة والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفة.** یوں ہی کافر ہے وہ شخص جو حصول نبوت کو ریاضت مجاہدہ کے سبب جائز سمجھے اور صفائی قلب کے ذریعہ نبوت تک پہنچنے کو ممکن جانے۔

معتقد المنتقد شریف ص ٩٩: **النبوة لیست کسبیة خلافا للفلاسفه قال**

التورفشی اعتقادحصول النبوة بالکسب کفر. نبوت کسبی نہیں بخلاف مذہب فلاسفہ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ حصول نبوت بذریعہ کسب کا اعتقاد کفر ہے۔

رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ ص۱۳: **قال ابن حبان من ذھب الی ان النبوة مکتسبة لاتنقطع والی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق یجب قتله لتکذیب القران و خاتم النبیین.** علامہ ابن حبان فرماتے ہیں جو شخص یہ مذہب رکھتا ہے کہ نبوت کسبی ہے۔اور ولی افضل ہے نبی سے۔وہ زندیق واجب القتل ہے۔

عقیدہ کفریہ نمبر۵ ''تناسخ''

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ مسئلہ تناسخ اسلام میں باطل ہے۔اسلام کے کسی فرقہ میں تناسخ کا کوئی قائل نہیں یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی ابطال تناسخ پر کافی دلائل پیش کئے ہیں بلکہ اس وقت جو مذہب ہماری تنقیدات کا نشانہ ہے اس نے بھی تناسخ کے باطل ہونے کا اقرار کیا ہے۔کتابیں بھی تصنیف کی ہیں مگر یہ سب کچھ آریوں کے مقابل۔اور اپنے لیے صرف اپنی ذات کے لیے مرزا جی تناسخ کے قائل ہیں۔تا کہ دعویٰ مسیحیت ونبوت کو چار چاند لگ جائیں۔حقیقت یہ ہے کہ مرزا جی نے عیسیٰ مسیح اور نبی بن کر تناسخ کے مسئلے کو اسلام میں جگہ دینے کی کوشش کی اور اس مسئلہ تناسخ کے کریکٹ میں عجیب عجیب ہاتھ دکھائے۔بہت رن کیے۔لیکن پھر بھی مسیحیت ونبوت کا کپ ہاتھ نہ آیا۔دعویٰ کرشنیت نے سارے بال آؤٹ کردیئے۔

تناسخ کیا چیز ہے؟

تناسخ کی چند قسمیں ہیں۔تفصیل منظور ہو تو ہدیہ سعیدیہ ملاحظہ فرمائیے۔یہاں ہمارے زیر بحث تناسخ کی صرف ایک قسم ہے یعنی میت کی روح اس کے جسم کو چھوڑ کر

دوسرے کے جسم میں چلی جائے۔

مرزا جی نے اپنے لئے تناسخ کو کس طرح حلوے کا نوالہ تصور کیا ہے۔ عبارتیں ملاحظہ ہوں:

آئینہ کمالات ص ۲۵۴: میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لیے حرکت میں آئی اور جوش میں آ کر اور اپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پرواز پا کر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ (جسمانی وجود) چاہا جو اس کا ہم طبع ہو گویا وہ ہی ہو سو اس کو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ایک شبیہ (جسم) عطا کیا۔ اور اس میں (جسم) مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل ہوئی۔ (یعنی مسیح کی روح میری جسم میں اتر آئی) اور اس میں اور مسیح میں بشدت اتصال کیا گیا۔ گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے۔ (ہونا ہی چاہیے جب ایک ہی روح اس جسم میں ہے)

ص ۳۴۱: میں اس مضمون کے متعلق ہے: "سو خدا تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو (یعنی جسم کو) دنیا میں بھیجا تا کہ وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے کیا گیا تھا وعدہ تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اپنی روح اور اپنی جسم میں تشریف لائیں گے، نہ یہ کہ ان کی روح مرزا جی کے جسم میں بھیجی جائے گی۔

ص ۳۴۶: میں یوں لکھا ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے۔

تحفہ قیصریہ ص ۲۱: میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔

انجام آتھم ص۸۰: وگفت مرا اوسبحانہ کہ توئی مسیح دو پیرایہ بروز۔

ضمیمہ رسالہ جہاد ص۴: سومیں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل میں اور خو، اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

تحفہ گولڑویہ ص۱۶۱: اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا جو اپنی خو اور روحانیت کی رو سے گویا آنحضرت کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا۔ یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا۔

نزول المسیح ص۲،۳ حاشیہ: بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پاچکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو بھی ظلی طور پر اپنے اوپر لے گا اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائے گا تاکہ یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا۔ (یہی صورت تناسخ ہے کیونکہ جب روح کسی کے دوسرے جسم میں آئے گی تو اپنا پہلا نام ہی ظاہر کرے گی اور وہی وجود ہوگا جو پہلے تھا) بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیا تھا۔ (یعنی حضور کی روح جسم مرزا میں آئی جب تو مرزا خاتم الانبیاء ہوئے) مگر ظلی طور پر اسی راز کے لیے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگ دوئی اس میں نہیں آیا۔ (دوئی کیوں ہو جب ایک ہی روح ہوئی یہی تو تناسخ ہے) پھر کیونکر علیحدہ قبر میں دفن کیا جائے (یعنی مرزا جی حضور کی روح کے لیے معاذ اللہ قبر ہیں کہ حضور کی روح مرزا جی کے جسم میں جو مثل قبر کی ہے، مدفون ہوئی۔ اس خباثت کو دیکھتے چلئے) دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی (وہ نہیں سمجھتی کہ میں تناسخ کے طور پر یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں اور حقیقت تناسخ کو نہیں پہچانتی کہ یہ جائز ہے) پھر کہا اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت کے اور نئے دعوے کے اور نئے نام کے۔ (ہونا یہی چاہیے کیونکہ حضور کی روح

جب مرزا جی کے جسم میں ہے تو پھر نئی شریعت کیسی؟ نیا دعویٰ کیسا؟ نیا نام کیوں؟ سب پہلا ہی ہے) اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔ (افترا ہے اللہ تعالیٰ پر کہ میرا یہ نام رکھا۔ کہاں لکھا ہے؟ تمہارا نام وہی ہے جو تمہارے باپ نے رکھا غلام احمد۔ الہام حجت نہیں)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں ہیں جو بخوف تطویل ترک کردیں اور صرف وہ عبارتیں نقل کیں، جو ایک دوسری کی تفسیر و توضیح کرتی ہیں۔ ان تمام عبارتوں کا خلاصہ صرف ان الفاظ میں ہے۔ کہ میں ایک جسم ہوں جس میں حضرت عیسیٰ کی روح نے نزول کیا، ان کی روح مجھ میں سکونت پذیر ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا بھی حلول مجھ میں ہوا۔ میرا نام عیسیٰ محمد احمد خدا نے اسی واسطے رکھا کہ میں اور کوئی نہیں ہوں۔ میرے جسم میں ان کی روح ہے جبھی تو میرے نام وہی ہیں جو پہلی مرتبہ ان کے نام تھے۔ میں حضرت عیسیٰ کا اوتار ہوں، بروز ہوں، ظل ہوں۔

مسلمانو! غور کرو اگر یہ صورت تناسخ نہیں تو اور تناسخ کسی قادیانی چڑیا کا نام ہوگا۔

بحث ظِلّ و بروز

مرزا جی نے ایک جگہ تو کہا کہ میں عیسیٰ کا اوتار ہوں۔ دوسری جگہ کہا میں عیسیٰ کا بروز ہوں۔ تیسری جگہ کہا میں ظل ہوں۔

(دیکھو عبارت رسالہ جہاد ص ۶، قیصریہ ص ۲۱، انجام آتھم ص ۸۰، نزول المسیح ص ۳،۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اوتار اور بروز وغیرہ الفاظ مترادفہ ہیں۔ جو اوتار کے معنی وہی ظل و بروز کے معنی۔ بلکہ وہ خود کہتے ہیں۔

''خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے، سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔'' (لیکچر اسلام سیالکوٹ ص ۲۰ از تحریک احمدیت ص ۲۷)۔

مرزا جی کی اس تفسیر نے کوئی شک ہی نہیں رکھا کہ بروز وظل، اوتار کے معنی میں ہے۔

''اوتار'' کے معنی

لفظ اوتار ہندی لفظ ہے۔ اس سے اترنا، اتارنا بنایا گیا ہے، جو صبح شام مستعمل ہوتا ہے۔ یہ لفظ ہندوؤں کے یہاں بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اس لفظ کو اپنے عقیدہ کے لحاظ سے کسی بڑے پر استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے یہاں یہ عقیدہ ہے کہ خدا حلول کر کے اس کی ہستی میں آ گیا۔ دوسرے اسلام کی اصطلاح میں حلول کے یہ معنی بتائے ہیں کہ خدا کی ہستی کا نزول جیسا کہ حلولیہ کا عقیدہ ہے۔ تو مرزا جی کا یہ کہنا کہ میں عیسیٰ کا اوتار ہوں صاف خبر دیتا ہے کہ مرزا جی کا یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ کی روح میرے جسم میں اتر آئی ہے۔ یہی تناسخ ہے اور اسی اوتار کے معنی میں ظل و بروز کا استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ ان کی تفسیر بتاتی ہے۔ ''اس کا بروز یعنی اوتار۔''

مرزا جی کا دعویٰ کرشنیت

تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵: ملک ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے۔ جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔

لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء: جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔ پھر کہا خدا کا

وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ (کہاں خدا کا وعدہ قرآن وحدیث میں؟ یہ خدا پر افترا ہے۔ (معاذ اللہ)

مرزا جی کے اس دعویٰ کرشنیت نے تناسخ کو بہت واضح کر دیا۔ غور کیجئے!

آریوں کا بقول مرزا جی کرشن کے ظہور کا انتظار کرنا ان کے عقیدہ کے لحاظ سے ہوگا اور ان کا عقیدہ تناسخ ہے۔ تو اسی تناسخ کے اصول سے وہ کرشن کے جنم کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ کرشن خود تناسخ کا قائل تھا اور اس نے خود اپنے دوسرے جنم کو بتایا ہے۔ چنانچہ گیتا میں کرشن کا یہ قول موجود ہے :

یدا یدا ہی دھرمیہ گلانر بھوتی بھارت   ابھیت دہاتم دھرمسیہ ندا تمانم سرجامیہم

جب بے دینی کا زور ہوتا ہے تو میں جنم لیتا ہوں۔ (ص ۳۳۹ کاویہ از علامہ آسی مدظلہ امرتسری)

گیتا مترجمہ فیضی ص ۱۳۶:

بقید تناسخ کند داورش   بانواع قالب دروں آورش

نہ منتہائے معبود در میروند   بچشم سگ و خوک در میروند

اعمال کی سزا و جزا اس دنیا میں بذریعہ آواگون ملتی ہے یوم الآخرۃ کوئی نہیں۔

پھر کرشن کہتا ہے ہم گزشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہوں گے جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن، جوانی، بڑھاپا ہوا کرتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے۔ (گیتا اشلوک ۱۲۔۱۳ ادھیائے ۲، مترجمہ دوارکا پرشاد افق) پھر کہا جسطرح انسان پوشاک بدلتا ہے اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کرتی ہے۔ (شلوک ۲۲ ادھیائے ۲، منقول از قہر یزدانی ص ۷)

گیتا کی ان عبارتوں سے کرشن مذہب کا پتہ چل گیا کہ وہ تناسخ کا قائل تھا اور

قیامت کا منکر۔

مرزا جی نے کرشن بن کر تناسخ کا اقرار کرلیا

کرشن تناسخ کا قائل ہوا، مرزا جی کہتے ہیں میں وہی کرشن ہوں اسی کرشن کا اوتار ہوں تو لامحالہ مرزا جی تناسخ کے قائل ہوئے، ورنہ دعویٰ کرشنیت جھوٹا۔ کرشن کہتا ہے کہ میں نے پہلے بھی جنم لیا اور بعد کو بھی جنم لیتا رہوں گا۔ آریہ اس کے جنم کا انتظار کرتے ہیں۔ مرزا جی کہتے ہیں میں ہی کرشن ہوں تو یقیناً کرشن نے مرزا جی میں جنم لیا تو مرزا جی متناسخ فیہ ہو کر تناسخ کے قائل ہوئے۔ ورنہ کرشن کا دعویٰ غلط کذب محض ہوا۔

شاید کوئی خیال کرے کہ گیتا کوئی معتبر کتاب نہیں ہے جس میں کرشن کی طرف اقرار تناسخ وانکار قیامت کی نسبت کی گئی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کے نزدیک معتبر ہو یا نہ ہو مگر مرزا جی کے نزدیک گیتا ضرور معتبر ہے۔ کیونکہ ان پر فوراً ایک الہام ہوتا ہے۔ ’’مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن رُدّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ)

مرزا جی کے اس الہام نے بتا دیا کہ گیتا مرزا جی کے نزدیک معتبر ہے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ صحیح ہے ورنہ یہ الہام مرزا جی کا غلط ہوا جاتا ہے۔ گیتا میں تناسخ کا اقرار ہے تو مرزا جی بھی تناسخ کے معترف ہوئے۔

ایک غلطی کے ازالہ میں تناسخ کے جلوے

اس پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے، جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے۔ اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ اس کا نام آسمان پر محمد احمد ہے (مرزا جی کب آسمان پر

گئے) اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت محمد کو ہی ملی۔ گو بروزی (تناسخ کی) طور پر (محمد کی نبوت محمد کو ملنے کے معنی اسی وقت صحیح ہو سکتے ہیں کہ حضور کی روح مرزا جی کے قالب میں آئے) لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث اتحاد کے اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو۔ (یہ اتحاد نفی غیریت کے ساتھ نام وہی پانا تناسخ کہلاتا ہے۔ پھر امت محمدیہ میں صرف مرزا جی ہی اس قابل نکلے اور کوئی فرد ایسا نہ ہوا۔ بڑی زبردستی ہے) کیونکہ یہ محمد ثانی (مرزا) اسی محمد ﷺ کی تصویر (یعنی جسم) اور اسی کا نام میں بموجب آیت **واخرین منھم لما یلحقوا بھم** بروز (تناسخ) کے طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود (روحی) قرار دیا گیا ہے (رجسٹری شدہ تناسخ یہ ہی ہے) تو پھر کونسا الگ انسان ہوا۔ (تناسخ میں یہی ہوتا ہے) یہ عمیق اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ روحانیت کی رو سے اس نبی سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔ (روح کا روپ ہی تو تناسخ ہے) وجود بروزی (تناسخی) اپنے اصل کی پوری تصویر ہے۔ مجھے بروزی (تناسخی) صورت نے نبی رسول بنایا۔ میرا نفس (روح) درمیان میں نہیں ہے بلکہ محمد ﷺ ہے۔ (یعنی ان کی روح) کیا خوب تفسیر ہے تناسخ کی) پس محمد کی نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ (تناسخ میں دوسرا ہوتا ہی نہیں تو دوسرے کے پاس کیوں جائے) محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔ (کیونکہ حضور کی روح مرزا جی کے جسم میں ہے۔ یہی تناسخ کی حقیقت ہے)

ناظرین! غور فرمالیں کہ مرزا جی نے کیونکر تناسخ کے طور پر اپنے آپ کو محمد بنایا اور نبوت کے مدعی ہوئے۔ کیا کوئی ذی عقل وہوش اس قسم کی باتیں کر سکتا ہے۔ اس قسم کی گپ اڑا سکتا ہے۔ **نعوذ باللہ منہ.**

نوٹ: بین القوسین فقیر کے جملے ہیں باقی مرزاجی کی عبارت جو اشتہار سے التقاطی صورت میں لئے گئے ہیں۔

عقیدہ کفریہ نمبر ۶ ''حلول''

ایک چیز کے دوسری چیز میں سما جانے اور پیوست ہو جانے کو حلول کہتے ہیں۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ممکنات خصوص بندۂ کامل اللہ کی ذات میں اس طرح مل جاتا ہے جیسا کہ قطرہ دریا میں، یا اولیاء اللہ اور اللہ ایک ہی ہیں کیونکہ وہ ان کی ذات میں حلول کرتا ہے اور ان کے اندر سما جاتا ہے، سو یہ بالکل غلط ہے اور صاف کفر۔

(عقائد الاسلام ص۳۳ مولف تفسیر حقانی علامہ حقانی دہلوی)

حلول کے متعلق مرزاجی کی عبارتیں

تجلیات الٰہیہ ص۱۳: مرزاجی پر وحی آتی ہے: **انت منی بمنزلة بروزی وعدالله ان وعدالله لا یبدل** خدا کہتا ہے۔ اے مرزا تو میرا بروز (اوتار) ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ کا وعدہ بدلتا نہیں۔

بروز عربی کا لفظ ہے اس کا ترجمہ مرزاجی نے یوں کیا ہے۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر اسلام سیالکوٹ)

مرزاجی کی تفسیر نے بتا دیا کہ بروز کے معنی اوتار کے ہیں تو وحی کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے مرزا تو میرا اوتار ہے۔ مشرکین بھی یہی کہتے ہیں کہ رام کرشن لچھمن اور کون کون خدا کے اوتار ہیں۔

اوتار ہنود کے یہاں اس کو کہتے ہیں جس میں خدا حلول کرے، خدا اس میں اتر آئے، داخل ہو جائے تو لامحالہ مرزا کا اوتار بن کر یہی عقیدہ ہوا کہ اللہ مجھ میں حلول کئے ہوئے ہے۔ خدا مجھ میں داخل ہو گیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص ۴۳ میں لکھتے ہیں: جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلی طور پر خدا تعالیٰ اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے، ان کی حالت سب سے الگ ہے۔ کیسے صاف طریقہ سے مرزا جی نے حلول و دخول کا اقرار کر لیا۔ باقی عبارتیں حلول کے متعلق بحث تناسخ میں گزر چکی ہیں، ملاحظہ فرمالیں۔

حکم قائل حلول وتناسخ

علامہ قاضی شفا شریف میں ص ۵۱۵ آخر کتاب مع شرح فرماتے ہیں:

وکذالک من ادعی مجالسة الله والعروج الیه ومکالمة اوحلوله فی بعض الاشخاص اوقال بتناسخ الارواح فی الاشخاص. جو شخص خدا کی ہم نشینی یا معراج کا یا ہم کلامی کا یا حلول کا یا تناسخ کا قائل ہو وہ بھی کافر ہے۔

عقیدہ کفریہ نمبر ۷ ''**اثبات الولد لله سبحانه**''

''خدا کے لیے اولاد ثابت کرنا''

حقیقۃ الوحی ص ۸۶: مرزا جی پر وحی آتی ہے: **انت منی بمنزلة ولدی.** اے مرزا تو میرے بیٹے کے قائم مقام ہے۔

مرزا جی نے اس وحی کے مطابق خدا کے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور خود بیٹا بنے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ جب کوئی کہے کہ میاں تمہارا مرتبہ ہمارے نزدیک ہمارے بیٹے کے قائم مقام ہے۔ تو اس نے پہلے اپنے لئے بیٹا ہونے کا اقرار کیا پھر اس کے بیٹے کا قائم مقام بتایا۔ مرزا جی نے وحی میں خدا کے بیٹے کو ثابت کرتے ہوئے اپنے آپ کو قائمقام بنایا اور اس طرح خود خدا کے بیٹے بن گئے۔

حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۸۶: ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدت تک علاج ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا **برق طفلی بشیر** میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں۔

لیجئے مرزا جی نے اس خانہ ساز الہام میں اپنے بیٹے بشیر کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔

توضیح مرام ص ۱۳: اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مرزا جی خدا کے بیٹے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام بھی مرزا جی کے نزدیک خدا کے بیٹے ہیں۔ یہودیوں اور نصرانیوں کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ خدا فرماتا ہے: **وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصریٰ المسیح ابن اللہ.** خدا ان کا رد فرماتا ہے: **ذالک قولھم بافواھھم.** یہ ان کافروں کی بکواس ہے۔ ارشاد فرماتا ہے: **سبحانہ ان یکون لہ ولد** خدا پاک ہے اس سے کہ اس کے ولد ہو۔

ایک تو کفر اس پر ہٹ دھرمی

مرزا جی کہتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے: **فاذکروا اللہ کذکرکم ابائکم او**

اشد ذکرا۔ پس تم خدا کی یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کی یاد کرتے ہو۔ پس اس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی۔ (حقیقۃ الوحی ص۶۴)

معاذ اللہ کیا تحریف قرآن ہے کہ اس آیت میں خدا کو باپ سے تشبیہ دی۔ ان سے کوئی پوچھے کہ **کاف** حرف تشبیہ لفظ **ذکر** پر داخل ہے یا لفظ آباء پر۔ تشبیہ خدا کے ساتھ جب ہوتی جب یہ کہا جاتا **اللہ کآبائکم**۔ خدا تمہارے باپوں کی طرح ہے۔ حالانکہ **کاف** حرف تشبیہ **ذکر** پر داخل ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے خدا کا ذکر اس کثرت و شوق سے کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو۔ یہاں ذکر کو ذکر سے تشبیہ دی، نہ کفار کے باپوں کو خدا سے۔ جس کی عربیت کا یہ حال ہو کہ مشبہ اور مشبہ بہ کو نہ پہچانتا ہوں وہ فصاحت و بلاغت کا مدعی ہو۔ ایک بچہ شرح مائۃ عامل کا جاننے والا اس سے زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔

اچھا مرزا جی اگر یہی بات ہے تو میں ایک مثال دیتا ہوں خفا نہ ہوں۔ کسی کی بی بی شوہر سے کہے کہ میرے ساتھ ایسی محبت کرو جیسی تم میرے بیٹے سے کرتے ہو (وہی مثال ہے) تو مرزا جی اس کا اقرار کریں گے کہ اس کی بی بی نے اس کو اپنے بیٹے سے تشبیہ دی۔ یا کوئی اپنی والدہ سے کہے کہ تم ہماری یاد ایسی کرتی ہو جیسی ہماری بی بی۔ تو اس مثال میں کیا اس نے اپنی ماں کو اپنی بی بی سے تشبیہ دی۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** عذر گناہ بدتر از گناہ۔

دوسری جگہ مرزا جی کہتے ہیں: کہ خدا نے یہودیوں کا قول نقل کیا کہ **نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللہِ وَاَحِبَّاۗؤُہٗ** یہودی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں اور پیارے۔ اس جگہ **ابنا** کے لفظ کا خدا نے رد نہ کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں

عذاب کیوں دیتا ہے۔اور ابنا کا دوبارہ ذکر نہیں کیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۴)

یعنی خدا نے یہود و نصاریٰ کو بیٹا بنانا منظور کیا، اس لیے رد نہ کیا۔ **استغفر اللہ** کیا خدا پر کھلا بہتان ہے کہ خدا نے یہ فرمایا کہ ''اگر تم ہمارے پیارے'' یہ آیت کے کس جملہ کا ترجمہ ہے۔ پوری آیت سنو: **وقالت الیھود والنصاری نحن ابنؤا اللہ واحبآؤہ قل فلم یعذبکم بذ نوبکم** ترجمہ: یہود و نصاریٰ نے کہا ہم خدا کے بیٹے اور پیارے ہیں فرما دیجئے خدا کیوں تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیتا ہے۔

کہاں خدا نے فرمایا کہ: اگر تم ہمارے پیارے ہو تو کیوں عذاب دیتا ہے بلکہ مطلق جواب دیتا ہے اور ان کے دونوں دعوؤں بیٹے ہونے اور دوست ہونے کا رد کرتا ہے کہ اگر تم ہمارے بیٹے ہو یا پیارے تو پھر تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے۔

یہ ہے مرزا جی کی دیانت اور قرآن دانی۔ سچ ہے **استحوذ علیھم الشیطن** اتنا بڑا مدعی نبوت ہو کر اور اس قدر غلط بیانی۔

عقیدہ کفریہ نمبر ۸ ''اللہ تعالیٰ کو خاطی بتانا''

حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳: مرزا جی پر وحی آتی ہے۔ **انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب** یعنی خدا کہتا ہے کہ میں رسول کے (مرزا جی) ساتھ ہوں اور جواب دیتا ہوں۔اور اس جواب میں کبھی خطا کرتا ہوں کبھی صواب۔

سبب نزول این وحی

مرزا جی اکثر پیشگوئی کرتے تھے معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیتے تھے اور دونوں میں غلطیاں کرتے تھے۔ جو بات کہتے تھے صحیح نہیں ہوتی تھی، پیشن گوئیاں

جھوٹی نکلتی تھیں۔ لوگ اعتراض کرتے تھے کہ آپ کیسے مدعی نبوت ہیں۔ کہ کوئی بات صحیح نہیں ہوتی تو ان کو جواب دینے کے لیے یہ وحی بنالی کہ یاروں میں کیا کروں یہ تو خدا ہی ہے، جو خطا کرتا ہے، میری خطا نہیں۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے وحی بنائی گئی ورنہ اللہ تعالیٰ خطا ونسیان ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے۔

مرزاجی نے اور بھی چند جگہ ایسا کیا ہے کہ لوگوں نے جب اعتراض کیا تو فوراً کہہ دیا کہ ایسا تو ہو چکا ہے۔ دیکھو نبی نے غلطی کی، فلاں نبی کی پیشگوئی غلط ہوگئی۔ غرضیکہ اپنے لیے اور انبیائے کرام پر ناجائز حملے کر کے اپنے ایمان کو خراب کیا۔

کفر نمبر ۹، ۱۰، ۱۱

''توہین انبیاء وانکار معجزات قرآنی وتفضیل علی الانبیاء''

ازالہ اوہام ص ۵: مشابہت کے لیے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کیے جاتے ہیں اس بارے میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں۔ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ اعجاز کہ وہ مُردے کو زندہ کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن گواہی دیتا ہے **وأحی الموتی باذن اللہ**۔ یہ معجزہ کچھ چیز نہیں۔ اعجاز قرآنی کا کھلا انکار) اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان خواہش سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افترا کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشن گوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ (کسی مسلمان نے بفضلہ شبہ نہ کیا۔ سوا ملاحدہ دھریہ نیچریہ کے جن کو اسلام سے مس نہیں اور مرزاجی بھی اسی قسم میں ہیں) کیا یہ بھی

پیشن گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑیں گے (اگر یہ پیشن گوئیاں کچھ نہیں ہیں تو مرزا جی نے کیوں پیشگوئی کی کہ طاعون آئے گی، زلزلے آوینگے، آتھم مرے گا، احمد بیگ مرے گا، سلطان محمد مرے گا، دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور پھر ان پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرایا یہ کس قدر ہٹ دھرمی ہے کہ یہ پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تو کوئی چیز نہیں اور مرزا جی کے لیے سب کچھ ہو گئیں اور باعزت شمار کی گئیں کچھ نہیں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عداوت ودشمنی کہ:

''ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی است''

اور اس سے زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔ حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط تھیں۔ بڑا افسوس تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح نکلنے والی پیشن گوئیوں کو غلط بتایا جائے حالانکہ مرزا جی کی ایک پیش گوئی بھی صحیح نہ اتری سب کی سب جھوٹ ہوئیں)۔

مرزا جی اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین، اعجاز قرآنی احیاء اموات کا صریح انکار کس وضاحت سے کر رہے ہیں۔

ازالہ اوہام ص ۱۲۶ : اب جاننا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ ماسوا اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح

اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھو کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل وتوفیق سے امید پوری رکھتا تھا تو ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح سے کم نہ رہتا۔

اس عبارت میں مرزاجی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت الیسع علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزم اور شعبدہ بازی، بازی گر کا تماشہ بے حقیقت بے سود بے فائدہ نا قابل قدر مکروہ وقابل نفرت بتایا۔ کیا یہ انبیاء کی توہین نہیں؟ پھر لطف یہ کہ خود اس کو مکروہ اور نا قابل نفرت سمجھیں اور اس مکروہ ونا قابل نفرت چیز کو انبیاء کے لیے مانیں۔ اس قدر تقدس بڑا ہوا کہ انبیاء کی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔

مرزاجی کیوں مکروہ سمجھتے ہیں؟ ان معجزات کو کیوں قابل نفرت جانتے ہیں؟ مثل مشہور ہے کہ لنگور کو انگور نہ ملے تو کہہ کے چل دیا کہ کون کھائے کھٹے ہیں۔ مرزاجی میں جب صفر دکھائی دیا تو کہہ دیا کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں۔ (نعوذ باللہ)

ضمیمہ انجام آتھم ص۶: عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ (کھلا انکار معجزات ہے...... مؤلف)

ص ۷: ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کر دیا ہو یا کسی اور ایسی ہی بیماری کا علاج کیا ہو۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے یہ اعجاز دیا کہ وہ مادرزاد اندھے کو اچھا کرتے تھے۔ مرزاجی کہتے ہیں کہ یہ کوئی شب کور ہوگا کیسا معجزہ کا صاف انکار ہے۔

ص ۷: آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ کے نسب پاک کی کیا توہین کی ہے۔ زبان میں طاقت نہیں کہ ان الفاظ کو دہرایا جائے۔

ضمیمہ انجام آتھم ص ۸: آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے (یہ کلمہ اس طرح استعمال کرنا عرف میں استہزا شمار کیا جاتا ہے) یہ پیشن گوئی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ پھر واپس آجاؤں گا حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس نسلیں اس کے بعد انیس صدیوں میں مرچکیں مگر آپ اب تک تشریف نہ لائے۔ خودتو وفات پاچکے (بالکل غلط بلکہ وہ حیات ہیں) مگر اس جھوٹی پیشن گوئی کا کلنگ اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے (جس طرح مرزائی جماعت کے سینہ پر سلطان محمد کی موت کی غلط پیشن گوئی کا پتھر دھرا ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشنگوئی کو جھوٹ کہا اور نہ سمجھا کہ جب وہ آسمان سے تشریف لائیں گے تو مرزا جی کی قبر پر تکذیب وافترا کے ہار ڈالے جائیں گے اور مرزائیوں کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔

جنگ مقدس ص ۷: مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ نہیں (مرزا جی کی نگاہ ہی نہیں دیکھیں کس چیز سے) حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے، باہر جا کر دیکھئے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے ہوجاتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کو کہا کہ کوئی عجب بات نہیں۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے **ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم** پھر انکی پیدائش کو کس برے طرز سے ادا کیا کہ ان کی پیدائش ایسی ہے جیسے کیڑے مکوڑے کی پیدائش۔ اگر کوئی مرزا جی کو کہے کہ آپ کی

پیدائش ایسی ہے جیسے کیڑے مکوڑے کی تو مرزا جی کو برا نہ لگے گا۔

ازالہ اوہام ص ۱۲۷: حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ روح اللہ تھے۔ ان کا کوئی باپ نہ تھا، نہ حضرت مریم کا کوئی شوہر تھا۔ یوسف کو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بتانا قرآن کے خلاف جو بالکل کفر ہے۔

انجام آتھم ص ۶۸: میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔ یعنی جو اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے منتظر ہیں، وہ خونی ہے۔ خونی اس شخص کو کہتے ہیں جو قتل ناحق کرے تو مطلب یہ ہوا کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں ناحق قتل کریں گے، یہی کفر ہے۔ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کریں گے اس لیے خونی ہیں تو رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کرام جس جس نے جہاد کیا، سب **معاذ اللہ** خونی قتل ناحق کرنے والے ہوئے، یہ بھی کفر ہے۔ مرزا جی نے یہ جہاد کے منسوخ کرنے کی ابتداء ڈالی ہے یہاں تک کہ اپنی امت کو تعلیم کردی کہ ہماری بناوٹی شریعت میں جہاد حرام ہے۔ اس مسئلہ کو کسی دوسرے مقام پر واضح کریں گے۔

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷: ہاں آپ کو (عیسیٰ علیہ السلام) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ (**معاذ اللہ** حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسے ہرگز نہ تھے مگر مرزا جی کے یہ اوصاف ضرور تھے) چنانچہ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ او بدذات فرقہ مولویاں۔ ضمیمہ انجام ص ۶: یہودی صفت مولوی۔ ضمیمہ انجام ص ۳: اے مردار خوار مولویو گندی روحوں ص ۲۱، ۲۲ وغیرہ وغیرہ۔

مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکت جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں

دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکالتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

کیسی کھلی اور سخت توہین کے کلمات ہیں، جن کو مسلمان سن کر برداشت نہیں کرسکتا۔

ضمیمہ انجام آتہم ص ۷: اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکار اور فریبی بتایا اور معجزات سے انکار کیا۔

مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸ مجموعہ مکتوبات مرزا: کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس دریدہ دہن نے ہیجڑا اور نامرد بتایا۔

انجام آتھم ص ۴۱: اور مریم کا بیٹا کوشلیا (رام چندر کی ماں) کے بیٹے (رام چندر) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

کیا بدتہذیبی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام رام چندر جو ایک مشرک تھا اس سے کچھ زیادہ مرتبہ نہیں رکھتے۔ (نعوذ باللہ)

نور الحق ص ۵۰: **کلم اللہ موسیٰ علی جبل و کلم الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینھما ان کنت من الناظرین.**

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کلیم الشیطان تھے۔ دیکھو کس قدر فرق ہے۔ مسلمان کی زبان میں یہ طاقت نہیں کہ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے کہ ان کو کلیم الشیطان بتائے۔ (نعوذ باللہ منہ)

لیکن جب مرزا جی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ کلیم الشیطان ہوئے تو مرزا جی مثیل عیسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم اور مسیح موعود بن کر کون ہوئے؟ ان کے تمام مقدمات سے خود یہ نتیجہ نکل آیا کہ مرزا جی بھی کلیم الشیطان تھے اور ساری عمر اسی مکالمہ میں گزری۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو منہ بھر بھر کر گالیاں دیں ہیں، گستاخیاں کیں ہیں، وہ آپ نے سن لیں اور مرزا کے ایمان کا پتہ لگا لیا۔

مرزا جی پر جب اعتراض ہوتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ:

''ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں کہا بلکہ اس یسوع کو کہا جو عیسائیوں نے فرض کر لیا ہے اور یسوع کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ و انوار القرآن حصہ دوم ص ۳)

مگر مرزا جی کا یہ حیلہ کام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ عیسیٰ اور یسوع ایک ہی ہستی کے نام ہیں:

''دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص ۳)

جب عیسیٰ اور یسوع اور مسیح ایک ہی ہستی کے نام ہوئے تو جس نام سے برا کہو وہ ابن مریم ہی کو گالیاں دینی ہونگی۔ مرزا جی کا یہ بہانہ بالکل غلط اور اپنے ہی قول سے مردود ٹھہرا۔ کبھی کہہ دیتے ہیں کہ:

انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے

یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸)

یہ بہانہ کرنا کہ چونکہ پادریوں نے حضور اکرم ﷺ کو بُرا کہا تو ہم نے حضرت عیسیٰ کو بُرا کہا، ورنہ ایسا نہ کرتے، محض جہالت و نادانی ہے۔ ہمارے دونوں بزرگ ہیں، دونوں نبی ہیں، ہمیں کب لائق ہے کہ کوئی حضور کو بُرا کہے تو ہم حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ کو معاذ اللہ بُرا کہہ دیں۔ مرزا جی خود دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں کہ:

"بعض جاہل مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔"

(اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم صفحہ ۱۰۲)

اور خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے۔ **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** اپنی ہی زبان سے جاہل نادان بنتے ہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اگر ایک مسلمان عیسائی کے عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔" (اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۶۹)

مگر خود عیسائیوں کے ساتھ گفتگو میں حضرت عیسیٰ کی توہین کر کے مسلمانوں کی فہرست سے نام کٹواتے ہیں۔ **لم تقولون ما لاتفعلون**۔ کیوں وہ بات کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔

ازالہ اوہام ص ۷۵۲: ایک بادشاہ کے زمانہ میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ نبی تسلیم کرتے ہوئے پھر ان کی پیشن گوئیوں پر حملہ کرنا اور جھوٹا بتانا سخت توہین ہے۔

اس جملہ کا شان نزول یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مرزا جی کی پیشن گوئیاں بالکل غلط نکلیں اور مسلمانوں نے اعتراض شروع کیے تو فوراً کہہ دیا کہ اگر میری پیشن گوئی غلط نکلی تو

کیا ہوا بہت انبیاء پیشن گوئی میں **معاذ اللہ** جھوٹے ہو چکے۔ اس طرح اپنے تقدس کو جمانے کے لئے دوسروں کے تقدس پر حملہ کیا۔

ازالہ اوہام ص ۳۰۶: قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کے اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑ گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آ گئے تھے، یہ بھی عمل الترب (شعبدہ بازی) کی طرف اشارہ ہے۔

ازالہ اوہام ص ۳۰۵ ملتقطا: قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے تھے جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا لیا تھا۔ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف دھمکی تھی کہ چور بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کر دے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی کا ایک شعبہ تھا۔

قرآن کریم نے احیاء اموات کا ذکر کیا اور واقعی طور پر اس کو سرکار دو عالم ﷺ نے بیان فرمایا۔ لیکن مرزا جی نے اس کو بھی بازی گر کا تماشہ بنا دیا، قرآن کے معجزات سے انکار کیا۔

حضور اکرم علیہ السلام کی شان مقدس پر ناپاک حملہ

ازالہ اوہام ص ۲۸۲: اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت علیہ السلام پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ موجود نہ ہونے کسی نمونہ کے ہو بہو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی ہو۔

سخت تعجب آتا ہے کہ حضور نے خود اپنی زبان سے علامات قیامت میں نہایت

تفصیل سے بیان فرمائے۔ وہ تو نہ سمجھے کہ کیا ان کی حقیقت ہے مگر مرزا جی ان کی حقیقت سمجھ گئے۔ گویا مرزا جی کا علم حضور کے علم سے زائد ٹھہرا۔ **نعوذ باللہ** کیا کوئی مسلمان مسلمان ہو کر ایسا توہین کا کلمہ اپنی زبان سے نکال سکتا ہے؟

تفضیل علی الانبیاء

سراج منیر ص۴: اس کو کیا کہو گے جو کہا گیا: **ھو افضل من بعض الانبیا.** مرزا جی بعض نبیوں سے افضل ہیں۔ (مرزا جی کا یہ عقیدہ ہوا کہ میں بعض انبیاء سے افضل ہوں)۔

دافع البلاص ص۱۳: خدا نے اس امت سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ عیسائیوں کا مسیح کیا ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام (غلام احمد) سے بھی کمتر ہے۔

چشمہ مسیح ص۱۴: میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بھی بڑھ کر ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ دل کے اندھے مراقی کہتے ہیں کہ غیر نبی سے نبی کا افضل ہونا ایمان ہے۔ صحیح الدماغ ہوشمند کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے۔

تتمہ حقیقۃ الوحی ص۴۹:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

حاشیہ: اکثر نادان اس مصرع کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح (یعنی میں مرزا) امت موسویہ کے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل ہے۔

صرف اس قدر مطلب تو کفر ہے، اس کے سوا اور کونسا مطلب ہے جو کفر نہ ہو۔

کشتی نوح ص ۱۳: مثیل ابن مریم (مرزا)، ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔ (ص ۱۶) مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ (کس نے جناب کو یہ خبر دی؟ ہاں ہاں یاد آیا! مرزا جی کے مقرب فرشتے مرزا جی پر الہام لانے والے ٹیچی ٹیچی نے)

کشتی نوح ص ۵۶: ''اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا''۔

بالکل صحیح ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بنائے ہوئے نبی پاک اور مطہر، وہ مکر وفریب دجل وحیلہ، مخالفت قرآن وحدیث، توہین انبیاء ورسل، تنقیص علم اعلم الخلق ﷺ، انکار معجزات قرآنی، دعویٰ ابنیت خدا۔ خدا کو خاطی ٹھہرانا، حضور کے مقام محمود کو چھیننا، طاعون کی پیشن گوئی کر کے مکان کی توسیع کا چندہ کرنا، بہشتی مقبرہ بنا کر لوگوں سے روپیہ لوٹنا، حکم شریعت جہاد کو منسوخ کرنا، کرشن ہونے کا دعویٰ کرنا۔ **الیٰ غیر ذالک** یہ سب کچھ نہ کر سکتے تھے۔ جو مرزا جی نے کیا خدا جانے وہ کونسا نشان ہے، جو ان سے ظاہر ہوا۔ محمدی بیگم کی آس میں عمر گزاری، خود چل دیے مگر وہ نکاح میں نہ آئی، طاعون کی پیشن گوئی کی کہ **لا یدخل فی دارہ.** میرے گھر میں گھسے گا ہی نہیں۔ مرزا جی کے سالے ہی کی دونوں رانوں میں گلٹیاں نکلیں۔ اپنی عمر کی پیشگوئی کی کہ چہتر یا اس سے زیادہ برس زندہ رہوں گا مگر ۶۹ ویں برس میں انتقال ہوگیا۔ کہا تھا کہ سلطان محمد زوج محمدی بیگم کی موت تقدیر مبرم ہے، کبھی نہ ٹلے گی مگر مرزا جی مر گئے اور وہ ابھی تک زندہ اور وہ اپنی زندگی صرف خاموش زندگی سے مرزائیوں کا ناطقہ بند کئے ہیں۔ **الیٰ غیر ذالک** یہ مرزا جی کے اعلیٰ نشانات ہیں جن کے

متعلق کہتے ہیں ایسے نشانات وہ نہ دکھلاسکتا۔ بیشک ایسے جھوٹے لایعنی نا قابل اعتبار تو وہ نہیں دکھلا سکتے۔پس مرزاجی اس فعل میں اس معنی کے اعتبار سے بالکل سچے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ پر فضیلت

اعجاز احمدی ص ۷۱: **له خسف القمر المنیروان لی خسفا القمران المشرقان اتنکر.** اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا۔اب کیا تو انکار کرے گا۔

مرزاجی نے اس عبارت میں ایک تو اپنے آپ کو حضور پر فضیلت دی، دوسرے حضور کے معجزہ شق القمر کو گرہن کے ساتھ تعبیر کیا حالانکہ گرہن اور شق میں فرق عظیم ہے۔اور گرہن تو عام طور سے ہوا کرتا ہے لہٰذا یہ اعجاز کیسے ہوگا حالانکہ شق القمر حضور کے لیے کھلا معجزہ ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۳: ''قرآن شریف کے لیے تین تجلیات ہیں۔وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ذریعے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے۔آنحضرت ﷺ کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود (مرزاجی) کے وقت میں اس کی روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔

گویا حضور کے زمانہ میں فضائل واسرار کوئی نہیں جانتا تھا، نہ اس قدر علم حضور کو دیا گیا کہ وہ ان اسرار کے عالم ہوتے۔یہ سب مرزاجی کو ملا۔ **نعوذ باللہ** (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، ۱۹۳) میں بھی یہی مضمون ہے۔

اشتہار مرزا غلام احمد ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۲ : غرض اس زمانے کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ زمان التائیدات ودفع الاوقات تھا۔ حضور اکرم ﷺ کا زمانہ برکتوں سے خالی تھا، مرزا جی کو یہ زمانہ ملا۔ (استغفر اللہ منہ)

حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت

ملحقہ خطبہ الہامیہ ص ت: شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوایا اور حکومت اس کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت ورسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اس رخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے یہاں پرہیز گاروں کے لیے نیک انجام ہے۔ اس لیے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷: اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت

معیار الاخبار مندرجہ تبلیغ رسالت ج نہم ص ۳۰: میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے پوچھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت

اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۱۲ء: پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو، اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر فضیلت

نزول المسیح صفحہ ۴۵ تا ۵۰: افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے، ان کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے خلاف ہے جیسا کہ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے، عورتوں میں سے تو نہیں تھے، حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔

ص ۵۲: ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے (مرزا جی نے) امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں افضل سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ بیشک سمجھا۔''

ص ۸۱: ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

ص ۸۱: ''تم نے اس کشتہ حسین سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔''

ص ۶۸: ''کیا تو اس (حسین کو) تمام دنیا سے زیادہ پرہیز گار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا؟''

مرزا جی کہتے ہیں کہ ہمیں حسین سے کوئی دینی فائدہ نہ پہنچا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رباعی

شاہ است حسین بادشاہ است حسین ۔۔۔ دین است حسین دیں پناہ است حسین

سرداد وے نداد دست دردست یزید ۔۔۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

مسلمانوں کس کی بات تسلیم کرو گے مرزا جی کی یا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی؟

مرزا جی کا مشہور شعر ہے جو اعلیٰ درجہ کی مرزائی تہذیب کا بیسٹ سمپل ہے۔

کربلا ئیست سیر ھر آنم ۔۔۔ صد حسین است در گریبانم

یعنی میری ہر آن کی سیر کربلا ہے اور میرے گریبان میں سینکڑوں حسین پڑے ہوئے ہیں۔

مرزا جی کے تیار کردہ نورتن چٹنی

مرزا جی پر وحی لانے والا فرشتہ مسمی بہ ٹیچی:

حقیقۃ الوحی ص ۳۳۲: ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سارو پیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ (شاید اپنا دلربایانہ نام شرم سے نہ بتایا) میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے، ٹیچی ٹیچی۔

واہ کیا پیارا اور دلربا نام ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ مرزا جی کا فرشتہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ پہلے تو کہا میرا نام کچھ نہیں اور پھر نام بتا دیا۔ تو کیا ناظرین کو یہ خیال نہ ہوگا کہ

جب مرزا جی کا فرشتہ جھوٹ بولنے کا عادی ہے تو جس کے پاس فرشتہ آئے وہ کیسا ہوگا۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

خدا کو مجسّم فرض کر سکتے ہیں

توضیح مرام ص ۷۵: ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔

خدا بھی مرزا جی سے شرم کرتا ہے

حقیقۃ الوحی ص ۳۵۶: لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ "مرزا" نہیں کہا بلکہ "مرزا صاحب" کہا ہے۔ چاہیے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں۔ دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوئی۔ اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اس کو روک دیا۔

لیکن ہمیں یہ تعجب ہے کہ مرزا جی کا مرتبہ تمام انبیاء سے بڑھ گیا کہ اوروں کے نام تو خدا نے وحی میں لیے اور مرزا جی کا نام لیتے شرم آئی۔ **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِی الْعَظِیم.**

خاکسار پیپر منٹ

اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء: حضور (مرزا جی) کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا "خاکسار پیپر منٹ"۔

ناقص نبی کے لیے وحی کے جملے بھی ناقص ہی چاہئیں۔ خاکسار کا لفظ بہت موزوں معلوم ہوتا ہے۔

پیشگوئی پر خدا سے دستخط

حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵: مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشن گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونا چاہیے۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کر دیئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا (کہ شاید یہ اس حیض کے قطرے ہوں جو مرزا جی کو آتا تھا) مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اور اس نے (عبداللہ نے) میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا، جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔

اِنکار معراج شریف

ازالہ اوہام ص ۲۲: اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ ص ۲۲ حاشیہ سیر معراج شریف اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

حضور اکرم ﷺ کے جسم کو کثیف بتانا کس قدر لغو اور بیہودہ بات ہے۔ پھر تمام اہلسنّت و جماعت کے اس اجماعی مسئلہ میں اختلاف۔

وجہ کیا ہے؟

بات یہ ہے کہ اگر حضور کا باہیں جسد عنصری آسمان پر تشریف لے جانا تسلیم کر لیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا بلا تردد ثابت ہو جاتا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر مرزا جی مسیح موعود نہیں بن سکتے۔ اس لیے معراج شریف کا انکار کر دیا۔

مرزا جی خدا کے نافرمان ہیں

الاستفتاء ص ۳۱: اور میں مشتاق ظہور نہ تھا بلکہ مجھ کو یہ پسند تھا کہ مردوں کی طرح پوشیدگی کی زندگی بسر کروں۔ مگر مجھ کو خدا نے دنیا میں زبردستی مجھ کو مسیح موعود اور مجدد اور کیا کیا بننے کے لیے ظاہر کیا حالانکہ میں خدا کے اس فعل سے راضی نہ تھا۔

یہ مرزا جی کی اطاعت الٰہی ہے کہ خدا کہے کہ باہر نکل اور وہ کہیں کہ میں نہیں نکلتا مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کامل نبی ایسا نہ کہے گا۔ ناقص نبی نافرمانی کر سکتا ہے اور مرزا جی ناقص ہی تو تھے۔

مرزا جی خدا سے افضل ہیں

انجام آتھم ص ۵۲: اے احمد (مرزا) تیرا نام تام اور کامل ہو جائے گا اور میرا نام ناقص رہے گا۔ تعجب ہے کہ مرزا جی لغو الہامات کس قدر گڑھنے کے عادی تھے۔ ناقص نبی کا نام تو تام ہو جائے اور خدا کا نام ناقص رہے۔ مرزا جی خدا کا نام کامل کرنے آئے تھے یا اپنا۔

مرزا جی مقام محمود پر بیٹھنا چاہتے ہیں

الاستفتاء ص ۸۶: اے مرزا تجھ کو مقام محمود دیا جائے گا۔

حالانکہ حضور فرماتے ہیں کہ مقام محمود صرف میرا مقام ہے جو کسی اور کو نہ ملے گا۔ (دیکھو مشکوۃ)

مرزا جی رحمۃ للعالمین بنتے ہیں

حقیقۃ الوحی ص۸۲: **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین.** اے مرزا ہم نے تجھ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

حالانکہ یہ صرف حضور کی خصوصیت ہے جو اور کسی کو نہیں۔ (دیکھو خصائص کبریٰ جلد ثانی)

مرزا جی کا حوض کوثر پر دھاوا

حقیقۃ الوحی ص۱۰۲: **انا اعطینک الکوثر.** اے مرزا ہم نے تم کو حوض کوثر کا مالک بنایا۔ حالانکہ حوض کوثر حضور کے لیے خاص ہے۔

احادیث محمد رسول اللہ کی وقعت مرزا جی کی نظر میں

اعجاز احمدی ص۳۰: اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو (جو مرزا جی کے وحی کے خلاف ہیں) ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو ہمارے مطلب کی ہیں قبول کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ تو اب حدیث موضوع وضعیف اگر مرزا جی کے مطلب کی ہیں تو کام دیں گی ورنہ قوی صحیح بھی ہو تو بیکار۔ اب مدار کار صحت وسقم کا اسناد واحوال راوی نہیں بلکہ مرزا جی کی خواہش۔

مرزا جی نے افیون استعمال کی ہے

اخبار الفضل قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء: ”حضرت مسیح موعود (مرزا جی) فرمایا کرتے تھے کہ

بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کی ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے رہے''۔

ٹانک وائن (شراب) کا آرڈر

خطوط مرزا بنام غلام ص ۵ مکتوبات مرزا جی حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کو لکھتے ہیں:

''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔''

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹانک وائن کی حقیقت لاہور پلومر کی دکان سے کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے۔ جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۸ صیر ہے۔'' (سودائے مرزا ص ۳۹)

شاید افیون اور شراب قادیانی نبوت میں جائز ہو یا مرزا جی اپنے اس الہام کے ماتحت **افعل ما شئت فقد غفرت لک**. اے مرزا جو چاہے سو کر میں نے تجھے بخش دیا ہے، مرزا جی ان منشیات کا استعمال کرتے ہوں۔ خیر کچھ بھی سہی مگر نبوت و رسالت بلکہ تقویٰ کے خلاف تو ضرور ہے۔

آمدم بر سر مطلب

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مصنفہ کتابوں سے ان کے عقائد، ان کے خیالات، ان کے اقوال کا ایک مختصر سا نقشہ آپ حضرات کے سامنے کھینچ دیا گیا ہے۔

ضرورت کے مطابق بعض بعض مسائل کی کافی تحقیق کردی گئی ہے۔ان تمام مذکورہ عقائد کو پھر ایک اجمالی نظر سے ملاحظہ فرماتے چلئے۔

(۱)دعویٰ الوہیت۔ (۲)ابنیت۔ (۳)نبوت۔ (۴)مہدویت۔ (۵)مسیحیت۔ (۶)کرشنیت۔ (۷)وحی شریعت۔ (۸)اقرار تناسخ۔(۹)اقرار(حلول)۔(۱۰)انکار ختم نبوت۔ (۱۱)اکتساب نبوت۔ (۱۲)مکالمہ شفاہی۔ (۱۳)دعویٰ مماثلت باحضور۔ (۱۴)توہین انبیاء۔ (۱۵)تفضیل علی الانبیاء۔(۱۶)توہین صحابہ۔(۱۷)انکار معجزات۔ (۱۸)حضور کو بے علم کہنا۔ (۱۹)خدا کو مجسم فرض کرنا۔ (۲۰)حوض کوثر پر حملہ کرنا۔ (۲۱)رحمۃ للعالمین بننا وغیرہ۔جس کے جزئیات میں سینکڑوں کفریات۔

ان عقائد مذکورہ میں بعض تو کفر ہیں بعض مذہب اہلسنّت و جماعت کے خلاف تو کیا ایسا شخص مسلمان ہونے کا بھی مدعی ہوسکتا ہے؟ چہ جائیکہ مجدد وغیرہ۔ ناظرین خود پڑھیں خود انصاف فرمالیں۔ **قد تبیّن الرشد من الغی.**

ضرورت تو نہیں کہ اب مرزاجی کے آئندہ دعاوی پر نظر کی جاوے لیکن تحقیق حق کی غرض سے اب ان شاء اللہ تعالیٰ مرزاجی کے ملہمیت اور مجددیت پر دوسرے حصہ میں مفصل بحث کریں گے۔

یہاں تک تو ہم نے مرزاجی کے مذہبیات نقل کردیئے۔اب ذرا سیاست پر نظر ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ نبی اور وہ بھی خاتم الانبیاء بننے کا مدعی ہو اس کی ایسی کمزور سیاست ہوسکتی ہے۔

سیاسیات

تریاق القلوب ص ۱۵: میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور

حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (گورنمنٹ کی خیر خواہی میں مسئلہ جہاد کو مرزا جی نے بند کرنا چاہا)۔

تحریر مرزا جی مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۶: میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کروں۔

اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۶۹: میں اپنے کام کو (دعوی نبوت و مہدویت و مسیحیت کو) نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں، نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں (کیونکہ یہ تمام اسلامی سلطنتیں مرزا جی جیسے باطل پرستوں کو دم زدن میں دنیا سے نیست کردیں جیسا کہ کابل میں دو قادیانیوں کو قتل کر دیا گیا اور اعلیٰ حضرت امیر حبیب اللہ خان والی کابل رحمۃ اللہ علیہ کو جب مرزا جی نے دعوتی خط بھیجا اور اپنے دعاوی باطلہ کا ذکر کیا تو وہاں سے جواب آیا۔ ''ایں جا بیا'' کہ اے مرزا جی یہاں آ جاؤ۔ مگر مرزا جی کیوں نہ گئے۔ مجدد و مہدی کو تو اس قدر ڈرنا نہ چاہیے تھا۔ اس وجہ سے اسلامی سلطنتیں مرزا جی کو خار معلوم ہوتی ہیں) مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ ہاں گورنمنٹ برطانیہ میں آپ کا کام چلے گا کیونکہ اس نے مذہب کی آزادی دے رکھی ہے اور عدم دست اندازی مذہب کا قانون پاس کر دیا ہے۔ اگر اس گورنمنٹ میں کوئی

خدائی کا دعویٰ کرے جب بھی گورنمنٹ کو کیا تعلق۔ ازالہ اوہام ص ۵۶ میں بھی یہی مضمون ہے۔

اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم ص ۲۸: بار ہا بے اختیار دل میں یہ بھی گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔

(گورنمنٹ نادان نہیں وہ خوب سمجھتی ہے کہ مرزا جی ہماری موافقت میں کافر نہیں کہے جاتے ہیں بلکہ اپنے اسلام کے خلاف عقائد ظاہر کرنے پر کافر کہلائے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ آپ خدمت کر رہے ہیں وہ عنقریب ظاہر ہو جائے گا کہ آپ اور آپ کی امت گورنمنٹ کی مخالفت کرے گی یا موافقت)

میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔ (یعنی کچھ مربعہ عطا کرے گی۔ خطاب دے گی مگر ایسا نہ ہوا)

درخواست مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ صفحہ ۱۱: مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔

یعنی اب تک کوئی مربع زمین مجھ کو نہیں ملی اور نہ کوئی خاص خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ مسیح موعود اور مہدی اور نبی بننے کے بعد جو نمایاں کام مرزا صاحب نے کئے وہ اس سیاسی زندگی سے بخوبی معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہی زندگی سیاسیانہ نظر سے مرزا جی کے دعویٰ نبوت میں کاذب ہونے کی مضبوط دلیل ہے، جس کو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے۔

امت مرزائیہ غلامیہ کا عقائد نامہ

جس میں یہ بتایا جائے گا کہ متبعین مرزا مرزا جی کو کیا سمجھتے ہیں اور کس مرتبہ پر پہنچاتے ہیں؟

افتراق ملّتِ مرزائیہ

اوراق گذشتہ میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مرزائی جماعت کے دو حصے ہوگئے۔ لاہوری، قادیانی۔ لاہوری اور قادیانی جماعت میں سب سے بڑا اختلافی مسئلہ نبوت ہے۔ لاہوری جماعت کے متاخرین بظاہر مرزا جی کو نبی نہیں مانتے اگرچہ مجدد، مہدی، مسیح سب کچھ تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت مرزا جی کو نبی مانتے ہیں اور ویسا ہی جیسے کہ اگلے انبیاء۔ اس اختلاف کے ساتھ ساتھ مرزا جی کو دونوں جماعتیں تسلیم کرتی ہیں۔ چنانچہ ان پر ایمان لائے اور ان کو صادق القول جانا اور ان کی بیعت کی۔

ایک عاقل منصف کے لیے

مرزا جی کی امت میں یہ اختلاف اور پھر وہ بھی نبوت کا اختلاف مرزا جی کے دعویٰ نبوت میں کاذب ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ تک جس قدر انبیاء تشریف لائے۔ ان پر ایمان لانے والے ان کو صادق القول جاننے والے گروہ نے کبھی ایسا اختلاف کیا ہے کہ ایک گروہ تو اس کو نبی مانے اور دوسرا گروہ نبی نہ مانے۔ نبی کی نبوت میں کبھی اختلاف نہیں کرسکتے اگرچہ بعض فروعی مسائل میں مختلف ہوں۔ قادیانی جماعت کے لیے یہ ایک خاص عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا موقع ہے کہ جس نبی کے ماننے والے بعد کو اس کی نبوت میں اختلاف کریں اس کی نبوت معرض شک میں ہوجاتی ہے اور اتنی یقینی نہیں رہتی جس قدر قادیانی جماعت نے تصور کرلیا ہے اور حد سے گذر گئے۔

سنئے قادیانی جماعت کے عقائد

حقیقۃ النبوۃ ص ۲۲۸ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان: آنحضرت ﷺ کی امت میں محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ پس یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے براہ راست نہیں مل سکتی اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے جیسے آنحضرت ﷺ۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود (مرزا جی) نبی اللہ تھے۔

خلیفہ جی نبوت کے سلسلہ کو جاری بتاتے ہیں مگر خلیفہ جی کو حدیث محمد رسول اللہ ﷺ **ذہبت النبوۃ و انقطعت الرسالۃ** یاد نہ آئی جس میں حضور نے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا اور قادیانی اجرا کو منقطع کردیا۔ (دیکھو کفریہ نمبر ۲ دعویٰ نبوت)

خلیفہ جی کہتے ہیں کہ نبوت صرف حضور کے فیضان سے اور اتباع واقتدا سے مل سکتی ہے۔ اس لیے مرزا جی نبی اللہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبوت اتباع واقتدا سے مل سکتی ہے تو یہ نبوت تو کسبی ہوئی جس کے فلسفی قائل ہیں، نہ وہبی۔ حالانکہ اسلام میں نبوت کسبی کوئی چیز ہی نہیں۔

(دیکھو عقیدہ کفریہ نمبر ۴ "اکتساب نبوت")

پھر یہ کہ حضور کے فیضان سے بنے ہوئے۔ معلوم ہوا کہ ایک نبوت وہ ہے جو خدا عطا فرمائے اور ایک وہ جو نبی عطا کرے حالانکہ عطائے نبوت منصب الوہیت ہے، نہ منصب نبوت۔ خدا فرماتا ہے: **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** اللہ جانتا ہے کہ کون

مستحق نبوت ہے کہ اس کو نبی بنایا جائے۔

اور اگر حضور کے فیضان سے ہی نبوت ملی تو کیا حضور کا فیضان اب تیرہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا اور وہ بھی قادیان میں۔ اس سے پہلے کا زمانہ فیضان نبی سے بالکل خالی گیا اور فیضان نے کچھ اثر نہ کیا۔ کم از کم ہر صدی میں ایک نبی اللہ ضرور ہوتا۔ قادیان کے اس اصول سے تو حضور کی سخت ہتک ہوئی۔

یا تیرہ سو برس کے زمانہ میں صحابہ، اولیاء، اقطاب میں کوئی اس قابل نہیں ہوا کہ حضور کے فیضان کو قبول کرتا سوائے مرزا جی اس صورت سے امت محمدیہ ﷺ کی سخت ہتک کی۔

پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ حضور کے بعد دروازہ نبوت کا بند ہے۔ کسبی نبوت کوئی چیز نہیں۔ نبی کے فیضان کے واسطے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ بلا واسطہ خدا کے عطا سے۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزا جی ہرگز نبی اللہ نہ تھے۔

حقیقۃ النبوہ ص ۲۲۱: حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا۔ ثابت کرتا ہے کہ آپ کو واقع میں نبی بنا دیا گیا۔

مرزا جی کے نبی بننے سے حضور کے افاضہ کا کمال نہیں ثابت ہوتا بلکہ معاذ اللہ تنقیص ہوتی ہے کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضور کا اس قدر افاضہ کمزور تھا کہ صرف تیرہ سو برس میں صرف مرزا جی نبی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کمال افاضہ نبی بنانے کے لیے نہیں بلکہ ولی بنانے کے لیے ثابت ہوا کہ مرزا جی واقع میں نبی نہ تھے اور چونکہ نبوت کا دعویٰ کیا اس لیے نہ ولی ہوئے، نہ مجدد۔ کچھ بھی نہ ملا۔

حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۸: پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت امت محمدیہ میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور شخص پر صادق نہیں آئی۔

بالکل درست ہے کیونکہ نبی کی تعریف جو شریعت نے کی اس اعتبار سے کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اور جو تعریف فلسفیوں نے کی، خانہ ساز نبوت ایجاد کی، اس اعتبار سے بیشک مرزا جی خانہ ساز کسی نبی ہیں۔ اور اسلام کو خانہ ساز کسی نبی کی ضرورت قطعاً نہیں۔

بلکہ خلیفہ جی کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ حضور نے اپنے بعد جس نبوت کی تعریف کی ہے وہ گھر کی بنائی ہوئی ہے جس کے مدعی کو کاذب دجال فرمایا ہے اور ایسے مدعیان نبوت بہت آئے اور انہی میں سے مرزا جی ہیں۔

انوار خلافت ص ۶۵ مصنفہ خلیفہ قادیان نمبر۲: اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد نبی نہیں آئیں گے۔ میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔

بالکل درست ہے آسکتے ہیں کیا معنی؟ مدعیان نبوت آئے اگر نہ آتے تو حضور کی پیشن گوئی کی تصدیق کیونکر ہوتی کہ میرے بعد بہت سے دجال کذاب مدعیان نبوت آئینگے۔ ایسے دجالوں کے آنے سے خدا اپنے صادق و مصدوق نبی کی تصدیق تمام عالم پر آشکار فرماتا ہے۔ پس میری گردن کی دونوں طرف تلوار رکھ کر اگر کوئی کہے کہ کذاب مدعی نبوت کوئی نہیں آسکتا تو میں کہوں گا کہ تو کذاب ہے، جھوٹا ہے۔ ایسے دجال کذاب مسیلمہ وغیرہ کی طرح ضرور آئے۔

القول الفصل ص ۳۲: میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں

کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے، پہلے انبیاء نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔

نبوت جس کو ملتی ہے بلا واسطہ ہی ملتی ہے بالواسطہ نبوت کوئی نہیں یعنی بواسطہ اتباع واقتداء وصفائی قلب نبوت نہیں بٹتی۔ ایسی نبوت صرف فلسفیوں کے لنگر خانہ میں تقسیم ہوتی ہے۔ دیکھو بحث اکتساب نبوت۔ اور اگر ہو بھی تو لفظ خاتم النبیین کے عموم نے بلا استثناء سب کو مسدود کر دیا جیسے کہ مرزا جی خود کہہ چکے ہیں۔ (دیکھو حمامۃ البشریٰ ص ۲۰،۴۹) (عبارت نقل کر چکے ہیں)

حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴: پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

چلو چھٹی ملی خلیفہ جی نے ایک ہی ہاتھ میں ظل و بروز لغوی مجازی سارا جھگڑا ہی صاف کر دیا کہ ایک کیل تک باقی نہ رکھی۔

شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے اعتبار سے مرزا جی ہرگز نبی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں۔

”صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ)

حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نبوت نہیں ہے۔ (اقرار نامہ ۳ فروری ۹۲ مندرجہ تبلیغ رسالت ج دوم ص ۹۵)

مرزا جی انکار کریں، مریدین زبردستی چپکائیں۔ مثل مشہور ہے: ع

''پیراں نمی پرند و مریداں می پیرانند''

کشف الاختلاف محمد سرور شاہ قادیانی ص ۷: حضرت مسیح موعود (مرزا جی) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔

تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ ص ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء: آنحضرت کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔

حکمتوں میں رخنہ واقع ہونا تو ایک بہانہ ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا جی کے بعد اور بھی نبی آ سکتے ہیں اور کوئی دعویٰ کر دے تو بحکم **کل جدید لذیذ** کے لوگ ادھر جھک پڑیں۔ پھر خزانہ عامرہ قادیان گھٹنے لگے گا تو نقصان ہوگا تو دولت مرزائیہ میں ضرور رخنہ واقع ہوگا اس لیے نبوت بند کی جا رہی ہے۔

علاوہ اس کے حضور کے بعد ایک ہو یا دوسب سے خدا کی حکمت میں رخنہ واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک کو بھی نبوت نہیں ملے گی۔

کلمۃ الفصل صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی: تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد رسول اللہ کو اتارا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔

کہاں خدا نے وعدہ کیا اس قدر افتراء علی اللہ پر جرأت۔

قاضی محمد ظہور الدین قادیانی کا شعر مندرجہ اخبار الفضل جلد ۴ نمبر ۴۳:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں	اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

سبحان اللہ! کیا شاعری کی ٹانگ توڑی ہے۔

بلاوجہ تکفیر مسلمانان

کلمۃ الفصل: اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے (اگر تناسخ کے قائل ہو تو ورنہ نہیں) اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو معاذ اللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح (مرزا) آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

اس قسم کا استدلال نہ تو بقراط کو آتا تھا نہ سقراط کو۔ اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ جماعت مرزائیہ تناسخ وحلول کو ضرور قائل ہے ورنہ بعثت اول اور بقول مرزا بعثت ثانی میں ضرور فرق ہوتا۔

اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء میں بھی یہی مضمون اور فتویٰ تکفیر ہے۔

مرزاجی پر درود

رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسماعیل قادیانی ص ۱۳۶: حضرت مسیح موعود (مرزا) پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرت ﷺ پر بھیجنا ازبس ضروری ہے۔

اس رسالہ میں یہ بھی تحریر ہے کہ مرزاجی پر بلا اتباع ذکر نبی ﷺ درود بھیجا جاسکتا ہے۔ حالانکہ یہ تصریحات علمائے اسلام کے خلاف ہے۔

خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۴ جولائی ۱۹۲۴ء: پھر بعد میں آنے والا نبی (مرزاجی) پہلے نبی (حضور) کے لیے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا (ہاں اندھوں کو یا مرزائیوں کو) سوائے آنے والے

نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔

تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴، اپریل ۱۹۰۱ء: آپ نے (مرزاجی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔

آئینہ صداقت ص ۳۵ خلیفہ جی: کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ جس کو مرزاجی کی خبر بھی نہ پہنچے وہ بھی کافر ہے۔

انوار خلافت ص ۹۰ خلیفہ جی: ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

ہم مسلمانوں کا بھی یہی فرض ہے کہ کسی مرزائی کو مسجد میں گھسنے نہ دیں۔ کیونکہ وہ حضور کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور ایسوں کو ہم مرتد جانتے ہیں۔ ان سے سلام کلام تمام معاملات حرام سخت حرام **فلا یقربوا المسجد الحرام** حکم قرآن ہے **فایا کم وایاھم لا یضلونکم** فرمان رسول ہے۔ مسلمانوں یہ دین کا معاملہ ہے اپنا اس میں کوئی اختیار نہیں۔

انوار خلافت ص ۹۳: غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں حتیٰ کہ غیر

احمدی معصوم بچے کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

مسلمان اپنے جنازہ پر ایسے نجس العقیدہ کو بلانے کب لگے، کب امام بنانے لگے، کیا اپنا جنازہ خراب کریں گے۔ میت کے لیے تو دعائے رحمت کرنا ہے۔ مرزائی کو امام بنا کر عذاب الٰہی کا نزول چاہیں گے اسی واسطے حکم ہے کہ استسقاء کے واسطے جب باہر جائیں تو کافر کو ساتھ نہ لے جائیں ورنہ بجائے رحمت کے زحمت ہوگی۔ اسی طرح کسی مرزائی کو بھی شریک نہ کریں۔

اخبار الحکم قادیان ۷ مئی ۱۹۳۴ء: جس نے اس زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہو کہ آپ کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کہ لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا۔

حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۴: اور گو ان ساری باتوں کے دعویٰ کرتے رہے (مرزا جی) جس کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لیے اپنے آپ کو محدّث ہی کہتے رہے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعویٰ کی آپ شروع سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے، نہ کہ کیفیت محدثیت۔ تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت سے انکار کیا۔

ص ۱۲۴: بار بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا، کہ تئیس سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے۔ اور یہ زمانہ

تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ تھا اور اس عقیدے کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے۔

ص ۱۲۱ اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے: جس میں آپ نے (مرزاجی) اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔

خلیفہ قادیان کے اس تخیل پر لاہوری جماعت نے ایک تنقید کی ہے جو ہدیہ ناظرین ہے:

اخبار پیغام صلح ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء: مگر افسوس ہے کہ جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزاجی) کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے۔ جسے توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ، جہل مرکب کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو نہ جانتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ کی طرف دعاوی نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے، اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہوسکتا ہے۔ خود نبی ہیں اور خیر سے پتہ نہیں کہ میں نبی ہوں اور باوجود اس لاعلمی اور جہل کے آپ مدعی نبوت پر یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجتے رہے۔ ذرا تامل کرتے۔

یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے۔ کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جاسکے۔

مگر ہمارا فیصلہ ان دونوں کے خلاف ہے۔ نہ تو مرزاجی بے علم تھے جیسا کہ قادیانی جانتے ہیں، نہ منکر نبوت تھے جیسا کہ لاہوری کہتے ہیں۔ بلکہ مرزاجی کو ابتدا ہی سے

شوق تھا کہ کسی طرح میں نبی بن جاتا۔ لیکن چونکہ نبی بننا تو مشکل نہ تھا۔ مشکل تھا تسلیم کرانا۔ اس لیے مرزا جی نے سیاسی چال اختیار کی کہ پہلے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں آئے تاکہ مسلمانوں میں ایک نمایاں شخصیت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ مسلمان عزت کرنے لگے پھر مرزا جی کا جب رنگ جما تو ولی بن گئے اور کچھ کچھ الہام ہونے لگے پھر مجدد بن گئے یہاں تک کہ مسیح موعود مہدی ہونے کے مدعی ہوئے اور اس دوران میں جب مرزا جی کی ایک جماعت تیار ہوگئی اور کچھ اعتبار ان پر کافی ہوگیا تو نبوت کا اعلان کر دیا۔

اس صورت میں مرزا جی کا نہ تو جاہل ہونا لازم آتا ہے، نہ انکار نبوت۔ بلکہ ایک بہت بڑے مدبر ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور میرے خیال میں جس کو خدا کی طرف سے نبوت نہ ملے بلکہ خود نبی بننا چاہے اس کو ایسی ہی تدبیریں پالیسیاں اختیار کرنا ضروری ہیں۔

اس کی مثال یوں ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ فلاں شخص کی دولت پر قبضہ کرنا چاہیے۔ تو اس نے اس سے جان پہچان پیدا کی۔ پھر دو روپیہ صبح کو قرض لیا شام کو دے آیا۔ دوسرے روز چار لے آیا تیسرے دن دے آیا اور برابر شکوک رفع کرنے کے لیے کہتا رہا کہ میں چور نہیں ہوں، کوئی ڈاکو نہیں ہوں۔ لعنت ہے اس پر جو بدعہدی کرے۔ اسی طرح ایر پھیر کر کے اپنا اعتبار پیدا کر لیا۔ پھر ۱۹۰۱ء میں پچاس ساٹھ ہزار روپیہ لے آیا اور بیٹھ رہا۔ جب مانگنے کو آئے تو گالیاں سنا دیں کہ تو بے ایمان ہے ایسا ویسا ہے۔

اخبار الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء: ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسماعیل حضرت عیسیٰ حضرت ادریس علیہم السلام کو نبی پڑھتے ہیں ویسے ہی خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود (مرزا جی) کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے۔ کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر

کے اپنی بریت کا ثبوت ہم دیتے ہیں۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

یعنی مرزا جی کو نبی کہہ کر پھر ظلی، بروزی، مجازی وغیرہ عنوانات سے تاویل کرنا گویا جرم کر کے بری کرنے کا طریقہ ہے۔ اگر یہی ہے تو مرزا جی نے جہاں جہاں کہا کہ میں ظلی ہوں، بروزی ہوں، مجازی ہوں سب غلط و بیکار ہوا۔ اور خود مجرم بن کر ان تاویلوں سے اپنے آپ کو شریعت کی زد سے بری کرتے رہے۔ یہی تو ہم بھی پہلے سے چیخ رہے ہیں کہ مرزا جی کی یہ تاویلیں صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہیں۔ ورنہ وہ حقیقی نبوت کے مدعی ہیں۔ بہتر ہوا مرزائیوں نے ظلی مجازی اتنی نبوتوں کا جھگڑا ہی دور کر دیا اور ہمارے لیے بھی میدان صاف ہو گیا۔

اخبار الفضل ۱۱۶ کتوبر ۱۹۱۷ء: (۱) ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت انہیں (مرزا جی کو) ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے مسیح رسول مبعوث ہو چکے ہیں۔ (۲) جس بات نے محمد مصطفی ﷺ کو حضرت محمد مصطفی ﷺ بنایا وہی بات اس میں (مرزا جی) ہمارے نزدیک موجود تھی۔ (۳) اس کے (مرزا جی کے) اقوال و تصانیف کا ایک ایک لفظ ہمارے لیے ایسا ہی حجت قوی اور قیمتی ہے جیسے کسی اور نبی کا۔

خلاصہ یہ کہ مرزا جی کی نبوت بالکل حضور کے مقابلہ کی نبوت ہے اور ان کے نزدیک مرزا جی حضور کے مقابلہ میں کھڑے ہو رہے ہیں۔

مرزا جی کو افضل ٹھہرانا

حقیقۃ النبوۃ ص ۵ ملخصاً: بلکہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ کے زمانہ سے آج تک امت محمدی میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور فرمانبردار

ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے (مرزا جی)۔

بہت بڑے مطیع و فرمانبردار تھے کہ حضور فرمائیں مجھ پر نبوت ختم ہوگئی۔ میرے بعد نبی نہیں اور مرزا جی کہیں واہ میں نبی ہو۔ حضور فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ تشریف لے گئے، آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ مرزا جی کہیں حیات مسیح کا عقیدہ شرک ہے اور آسمان سے نازل ہونا بالکل غلط۔ حضور فرمائیں کہ میری اولاد سے مہدی آئینگے۔ مرزا جی کہیں مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔ حضور فرمائیں کہ دجال فلاں ہے، دابۃ الارض یہ ہے، طلوع آفتاب مغرب سے یوں ہوگا، یاجوج و ماجوج فلاں ہیں۔ مرزا جی کہیں کہ حضور نے ان چیزوں کی حقیقت نہیں سمجھی صرف میں نے سمجھی۔ یہ اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

حقیقۃ النبوہ ص ۲۵۷: اس کے (آنحضرت ﷺ کے) شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ پایا۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔

تقریر خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء: حضرت مسیح موعود کے اتباع میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ کی عزت قائم کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ یا اور کسی کی ہتک ہوتی ہے تو ہمیں ہرگز اس کی پرواہ نہ ہوگی۔

ظالم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ کسی اور نبی کی ہتک کرنا حضور کی ہتک کرنا ہے۔ اسی واسطے حضور نے فرمایا **لاتفضلونی علی یونس ابن متی** (مشکوۃ شریف) میری اس طرح حضرت یونس پر عزت نہ بڑھاؤ جس میں ان کی تنقیص و ہتک ہو، انبیاء آپس میں سب بھائی

بھائی ہیں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہے۔ یہ جائز نہیں کہ کسی کی عزت بڑھانے میں دوسرے کی توہین کرو۔ یہ ہی اعلیٰ درجہ کی حرمان نصیبی اور بے دینی ہے۔ **اعاذنا اللہ منہ.**

انوار خلافت ص ۱۸: میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت (**اسمہ احمد**) مسیح موعود (مرزا جی کے) متعلق اور احمد آپ ہی ہیں۔

ص ۳۹: غرض یہ دس ثبوت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا جی) بھی احمد تھے۔ اور آپ ہی کی نسبت اس آیت میں پیشگوئی ہے۔

اخبار الفضل ۲، ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء: ہم تو ظلی طور پر آپ کو "**اسمہ احمد**" والی پیشگوئی کا مصداق نہیں مانتے بلکہ ہمارے نزدیک آپ اس کے حقیقی مصداق ہیں۔

حضور اکرم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں حضرت عیسیٰ نے میرے لیے بشارت دی **انا بشارۃ عیسیٰ**. تمام صحابہ اس کے قائل ہیں تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین متکلمین صوفیاء کرام سب کا یہی مذہب ہے کہ اس آیت میں حضور تاجدار مدینہ کے لیے بشارت ہے۔ پھر کیسی زبردستی ہے اور کیسا تمام علمائے اسلام کا خلاف ہے کہ اس آیت کو مرزا جی پر محمول کیا جائے۔ آزادی کا زمانہ ہے جو چاہے انسان کہے۔

ریویو قادیان جون ۱۹۲۵ء: حضرت مسیح موعود (مرزا جی کا) ذہنی ارتقا آنحضرت سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزئی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا جی کو) آنحضرت پر حاصل ہے۔

اخبار الفضل قادیان ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء: کے مضمون کا خلاصہ **واذاخذ اللہ میثاق النبیین** میں سب نبیوں سے عہد لیا گیا تھا اور حضور سے بھی عہد لیا گیا تھا۔ **ثم جاء کم رسول** سے مراد مرزا جی ہیں تو مرزا جی کے لیے تمام نبیوں سے بلکہ حضور سے عہد لیا گیا۔

معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ کی کس قدر توہین ہے کہ اگر حضور اس زمانہ میں ہوتے تو مرزا جی پر ایمان لاتے اور ان کی بیعت کرتے۔ تو مرزا جی کا مرتبہ حضور سے بھی بڑھ گیا۔ **ابعد اللہ عن رحمته قائله و معتقده.**

قادیان کی برکتیں

منصب خلافت ص ۲۳ خلیفہ قادیان: پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیہ نفوس کا ہے۔ جو مسیح موعود نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ ہر ہر حرف اس کا سچا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے **انه اوی القریة** فرمایا۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مدینہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا جی) بھی فرماتے تھے:

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

جو کچھ تزکیہ نفوس ہوتا ہے اور جو برکات نازل ہوتے ہیں ان کو مجھ سے زیادہ مقامی حضرات بہتر جانتے ہیں۔ نہ ہمیں تزکیہ نفوس کی وہاں کے تصوف کی ضرورت ہے اور نہ وہاں کی برکات سے ہمیں حصہ لینا ہے۔ اس لیے اس کی فہرست بھی ہم کو مرتب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس قدر ضرور کہتا ہوں کہ قادیان کی برکتوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس کے رہنے والے نبی نے افیون بھی کھائی اور شراب بھی استعمال کی اور مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کے متصل ہی ایک بتخانہ اور پیپل کا درخت ہے، جو پوجا جاتا ہے۔ حرم محترم کی ہونے کی یہی علامت ہے کہ کعبہ کے نزدیک سے بت خانہ بھی نہ ہٹایا گیا۔ اور مرزا جی دنیا سے چل بسے اور بت خانہ اب تک موجود۔ جس کو فقیر نے خود قادیان جا کر دیکھا۔ افسوس صد افسوس **العبرة العبرة۔**

باپ پر بیٹے کا حملہ

مرزا جی کو الہام ہوا '' کرمہائے تو مارا کرد گستاخ ۔'' (براہین احمدیہ ص ۵۵۵)

ان کے لڑکے خلیفہ ثانی جی لکھتے ہیں کہ:

''نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرمہائے تو مارا کرد گستاخ کیونکہ خدا کے کرم انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کردیا کرتے ۔ (الفضل ص ۱۲، ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء)

یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ خدا کے نبی و رسول کا دماغ اعلیٰ ہوتا ہے۔ حافظہ نہایت صحیح ہوتا ہے۔ دماغی امراض جنون ، مالیخولیا ، مراق ، مرگی اور ہسٹیریا سے انبیاء کرام پاک ہوتے ہیں۔

ان کی قوت مدرکہ اس شان کی ہونا چاہیے۔ **یکاد زیتھا یضیٔ ولولم تمسسہ نارٌ** فطرتاً انبیاء کرام ایسے امراض سے معصوم ہوتے ہیں ایک سیکنڈ کے لیے بھی ان امراض کا امکان متصور نہیں۔ خدا جانے خدا کی وحی کس وقت آوے لہٰذا ہر وقت ان کی قوت مدرکہ حافظہ عاقلہ قبول فیض الٰہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگر خدا کی وحی آئے اور ادھر مرزا جی کی طرح دورۂ مراق ہسٹریا میں مبتلا ہوگیا تو پھر سب بیکار گیا۔ خدا نے کیا کہا اور بندے نے کیا سنا لوگوں کو بھی خیال ہوگا کہ یہ جو کچھ کہتا ہے شاید دورہ کی حالت میں کچھ گڑبڑ ہوگیا۔

مرزائی صاحبان خود اس کے مقر ہیں کہ: اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹیریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔

(رسالہ ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۰۶)

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ مرزا جی میں ان اصول کے خلاف تو کوئی بات نہیں پائی جاتی ہے۔

مرزا جی میں مراق کے جلوے

ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور ہنسی کہ مرزا جی خود اقرار کرتے ہیں کہ مجھ کو مراق ہے۔

تشحیذ الاذہان جلد ۱ نمبر ۲ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳، ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ مرزا جی کہتے ہیں۔

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت نے پیشگوئی کی تھی۔ جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول''۔

رسالہ ریویو آف ریلیجز ج ۲۴ نمبر ۴ اپریل ۱۹۲۵ء ص ۴۵: ''حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے''۔

اگست ۲۶ء ص ۶: مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔ اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔

غرضیکہ مرزا جی مرض مراق میں گرفتار تھے۔

مراق کیا ہے؟

شرح اسباب ج ۱ ص ۴۷: مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔

حدود الامراض ص ۵۱: ''شیخ بوعلی سینا نے کہا ہے کہ مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مالخولیا مراقی کہا جاتا ہے۔''

بیاض نورالدین جزاول ص ۲۱۱ مصنفہ حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول مرزاجی:

چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہونچتی ہے اس لیے مراق کو سر کے امراض میں لکھا گیا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ''مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے اور جنون پاگل پنے کا ایک حصہ۔''

علامات مالیخولیا

علامت اول: بعض مریضوں کو یہ فساد اس حد تک پہنچا دیتا ہے کہ وہ علم غیب کا دعویٰ کرنے لگتا ہے اور اکثر آئندہ واقعات کی خبر پہلے سے دے دیتا ہے۔ (شرح اسباب ج ۱ ص ۶۹)

علامت دوم: بعض مریض مالیخولیا میں یہ فساد اس حد تک پہونچتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرشتہ سمجھتا ہے اور بعض اس سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سمجھنے لگتا ہے۔ (شرح اسباب ج ۱ ص ۶۹)

علامت سوم: بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر پیغمبری کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ (مخزن حکمت ج ۲ ص ۱۳۵۲)

حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل مرزاجی کیا کہتے ہیں

''مالخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہو۔ (بیاض نورالدین حصہ اول ص ۲۱۲)

مرزاجی نے چونکہ خود اقرار کیا کہ مجھ کو مراق ہے۔ طبیبوں نے تحقیق کی کہ مراق مالیخولیا جنون کی ایک قسم ہے۔ اور اس کی چند علامتیں بھی بیان کیں۔ یہ علامتیں ہم کو مرزاجی

میں ملتی ہیں۔ مرزا جی نے علم غیب کا بھی دعویٰ کیا۔ یہ بھی کہا کہ میرا نام میکائیل فرشتہ ہے۔ مرزا جی نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔ مرزا جی نے یہ بھی کہا کہ میں آریوں کا بادشاہ ہوں۔ مرزا جی نے نبوت و رسالت کا بھی دعویٰ کیا۔

قرین قیاس ہے کہ مرزا جی کی ساری کمائی براہین احمدیہ حصہ اول سے لے کر اخیر زمانہ تک اس دولت مراق کا نتیجہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ جو شخص مراق مالیخولیا جنون کا بزبان خود مقر ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔ زیادہ ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس قدر سن لو کہ مرزائی فیصلہ کیا ہے۔

ریویو بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۶، ۷: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا، تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لیے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ ایسی چوٹ جو اس کی صداقت کی عمارت کی بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے''۔

''ایں خانہ تمام ذوالمراق است''

ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱: جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔ مسئلہ اجرائے نبوت اسی کا نتیجہ ہے۔

اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴ پر: مرزا صاحب کہتے ہیں میری بی بی کو بھی مراق کی بیماری ہے۔ شاید میاں محمود صاحب کی مراقی ہونے کی یہی وجہ ہے۔

مراقی کی عزت کیا ہے؟

کتاب البریہ ص ۲۳۸ کے حاشیہ پر: مرزا جی حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کے متعلق لکھتے ہیں ”مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹ منصوبہ یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا“۔ یعنی بے اعتبار ہے جب مراقی کی بات قابل اعتبار نہیں۔ تو مرزا جی کے دعاوی کیونکر قابل اعتبار ہو جائیں۔ جبکہ وہ خود اقراری مراقی ہیں۔

منطق کی شکل اول کی صورت میں یہ قاعدہ ذکر کے دیتا ہوں۔

صغریٰ: مرزا جی مراق، مالیخولیا، جنون، ہسٹیریا میں مبتلا ہیں۔

کبریٰ: اور جو ان امراض میں مبتلا ہے وہ نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔

نتیجہ: مرزا جی نبی اور رسول نہیں ہو سکتے۔

اثبات

صغریٰ: مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے کہ میں مراق ہسٹیریا میں مبتلا ہوں۔

کبریٰ: تمام اہل اسلام اطبا و بلکہ قادیانی حکیم، ڈاکٹر معترف ہیں کہ ان امراض کا مبتلا نبی نہیں ہو سکتا۔

نتیجہ

خود بخود ظاہر ہے کہ ”مرزا جی نبی نہیں ہو سکتے“۔

مناظر اسلام حضرت مولانا

ابو منظور محمد نظام الدین حنفی قادری ملتانی

(وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ)

- حالاتِ زندگی
- ردِ قادیانیت